


مدیر اعلیٰ مجلہ محمد الیاس گھمن





شمارہ 04


اپریل 2013ء


جلد 02


اللہ تعالیٰ کی محبت 


سات فقہاء کا نظریہ حدیث 

امام اعظم رحمہ اللہ اور علم حدیث 

امام عامر بن شراحیل الشعمی رحمہ اللہ 

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ 

فحاشی اور عریانی کی روک تھام کیسے ممکن؟ 

چھینکنے والے کو کیسے جواب دیا جائے 

ناشر
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

فقیہ سرگودھا

ماہنامہ

شماره 4

اپریل 2013ء

جلد نمبر 2

مجلس ادارت

- مولانا محمد رضوان عزیز
- مفتی شبیر احمد حقانی
- مولانا محمد کلیم اللہ

ایجنسی ہولڈرز ممبر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بفیضانِ نظر
تَشْفِیْعُ الْقَرِیْبِ عَزَّ وَجَلَّ وَاللَّحْمَہُ عَزَّ وَجَلَّ
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد البیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر..... سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر..... سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے
240/- روپے
علاوہ ڈاک خرچ سالانہ زر تعاون

برائے رابطہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈسٹرکٹ 0332-6311808

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

فہرست

فائشی اور عریانی کی روک تھام کیسے ممکن؟ 3

اداریہ

سات فقہاء کا نظریہ حدیث 5

علامہ خالد محمود مدظلہ

امام اعظم رحمہ اللہ اور علم حدیث 14

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

امام عامر بن شراحیل الشبلی رحمہ اللہ 20

مولانا محمد اکمل

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ 28

مولانا محمد زکریا پشوری

فتاویٰ عالمگیری 37

مفتی محمد یوسف

اللہ تعالیٰ کی محبت 44

ترتیب و عنوانات: مفتی شبیر احمد حقانی

چھینکنے والے کو کیسے جواب دیا جائے 57

مولانا محمد ابو بکر اکاڑوی حفظہ اللہ

اداریہ:

فحاشی اور عریانی کی روک تھام کیسے ممکن؟

معاشرہ اور سوسائٹی کی اصلاح امن وامان اور عزت و عصمت کی حفاظت کی ضامن ہے۔ معاشرتی بگاڑ ایسی ”بلا“ ہے جو امن کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ صالح اور پرسکون معاشرہ میں جو چیزیں بگاڑ کا سبب بنتی ہیں ان میں سے ایک فحاشی اور عریانی کا عفریت ہے۔

نہایت افسوس سے یہ بات کہنی پر رہی ہے کہ ہمارا معاشرے میں مغربی عناصر اور اغیار کی محنت دھیرے دھیرے اثر انداز ہو رہی ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ معاملہ اگر اسی ڈگر پہ چلتا رہا تو ایک نہ ایک دن رسوائی کا منہ دیکھنا ہی پڑے گا۔

فحاشی کے ذرائع:

موجودہ دور میں انٹرنیٹ، وی سی آر اور موبائل فون کا غلط استعمال اس وبا کے پھیلانے میں پیش پیش ہیں۔ سکرین کے پردے پر صنف نازک کو جس طرح عریاں دکھایا جا رہا ہے ایک شریف انسان کی روح اس کو دیکھ کر کانپ اٹھتی ہے، حوا کی بیٹی جس عزت و تقدس کی مستحق تھی آج وہ تقدس تو درکنار اسے ”روشن خیالی“ کے نام پر ایسی ذلت کا تحفہ دیا جا رہا ہے کہ الامان والحفیظ۔ دائرہ تہذیب سے خارج ڈرامے، فلمیں اور اسٹیج شوز جب سر پھر انوجوان طبقہ دیکھتا ہے تو اس کی جنسی حس بھڑک اٹھتی ہے جس کی تسکین کے لیے اسے معاشرے کا خیال رہتا ہے نہ آخرت کے عذاب کا ڈر، اپنی عزت کی فکر ہوتی ہے نہ دوسروں کے ناموس کا کھٹکا۔

روک تھام کیسے ممکن؟

- مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کریں تو ممکن طور پر فحاشی کی روک تھام ممکن ہے۔
 - علماء کرام اس معاملے میں خصوصی کردار ادا کریں، مساجد و عوامی اجتماعات میں شرعی نقطہ نظر سے اس کی قباحت عوام کو باور کرائیں۔ خصوصاً نوجوان طبقہ کو اس کے مہلک اثرات سے باخبر کریں۔
 - سکول و کالجز میں اساتذہ کرام طلبہ و طالبات کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دیں، اخلاقی رذیلہ سے بچنے کا درس دیں اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل میں اس نوجوان نسل کو بنیاد بنایا جائے تو کافی حد تک اس ”بھوت“ سے نجات ممکن ہو سکے گی۔
 - حکومتی سطح پر ایسا موثر اقدام کیا جائے کہ ٹی وی چینلز کو سختی سے پابند بنایا جائے کہ وہ ایسے پروگرامز اور مواد پیش نہ کریں جو فحاشی و عریانی کو فروغ دیتے ہیں۔
 - عوامی سطح پر اسٹیج شوز جو گل کھلاتے ہیں وہ ڈھکے چھپے نہیں۔ لہذا علاقائی انتظامیہ کو ایسے شوز بند کرانے چاہیے اور سختی سے ان کا نوٹس لینا چاہیے۔
 - انٹرنیٹ کیفے جو جا بجا نوجوان نسل کو اخلاقی حدود پامال کرنے پر مجبور کر رہے ہیں، حکومت کو چاہیے کہ وہ انہیں یکسر بند کرائے کیونکہ ان کے فوائد سے نقصانات زیادہ ہیں۔
 - حکومتی سطح پر ایسی ویب سائٹس کو بلاک کیا جائے جو ایسا مواد پیش کرتی ہیں۔
- اگر ان امور پر اقدامات کیے جائیں تو فحاشی و عریانی کے اس سیلاب سے کافی حد تک نجات ممکن ہوگی۔ ان شاء اللہ

سات فقہاء کا نظریہ حدیث

علامہ خالد محمود مدظلہ

پی-ایچ-ڈی لندن

[2]: حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ 189ھ اس بحث میں کہ نماز میں تہقبہ ناقض وضو ہے، تحریر فرماتے ہیں: لولا ما جاء من الآثار كان القياس على ما قال اهل المدينة ولكن لا قياس مع اثر وليس ينبغي الا ان ينقاد للآثار،

[كتاب الحجة على اهل المدينة ج 1 ص 204]

ترجمہ: اگر وہ آثار نہ ہوتے جو وارد ہو چکے تو قیاس وہی چاہتا ہے جو اہل مدینہ کہتے ہیں لیکن حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس جائز نہیں اور اس موقع پر اس کے سوا کوئی راہ نہیں کہ احادیث کے سامنے سر تسلیم کر دیا جائے۔

اس سے پتہ چلا کہ ائمہ احناف کے ہاں حدیث بہر حال مقدم رکھی جاتی تھی اور اس کے ہوتے ہوئے رائے اور قیاس سے کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔

[3]: حضرت امام مالک رحمہ اللہ

قال معن بن عيسى: سمعت مالكا يقول: إنما أنا بشر أخطئ وأصيب

فانظروا في رأيي فكلما وافق الكتاب والسنة فخذوا به، وما لم يوافق الكتاب والسنة فاتركوه.

[ترتيب المدارك ج 1 ص 189، 184]

ترجمہ: معن بن عیسیٰ کہتے ہیں میں نے امام مالک کو کہتے ہوئے سنا میں ایک انسان ہوں

اور درست فیصلے بھی کر پاتا ہوں اور کبھی چوک بھی جاتا ہوں تم میرے فتویٰ پر غور کیا کرو جو کتاب و سنت کے موافق ہو اسے لے لیا کرو [مجتہد کے فیصلے کو لینا کوئی بری بات نہیں] اور جو فیصلہ کتاب و سنت کے موافق نہ ہو تو اسے چھوڑ دیا کرو۔

ابن ابی حاتم حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے اور وہ ربیعہ سے نقل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: **إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْزَلَ الْكِتَابَ وَتَرَكَ فِيهِ مَوْضِعًا لِلسُّنَّةِ وَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكَ فِيهَا مَوْضِعًا لِلْقِيَاسِ**

[الدر المنثور]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف کتاب مفصل بھیجی اور اس میں سنت کے لیے جگہ رکھ لی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنتیں قائم کیں اور ان میں اجتہاد کی راہیں رکھ لیں۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ فقہاء نے اجتہاد اور قیاس کو بھی سنت کے مقابل نہیں رکھا اسے ہمیشہ سنت کے بعد ہی رکھا ہے۔

[4]: حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ م 182ھ نے خلیفہ ہارون الرشید کو حضرت

عمر رضی اللہ کا یہ خطبہ یاد دلایا:

اللهم اني اشهدك على امراء الامصار فاني انما بعثتهم ليعلموا الناس دينهم

وسنة نبیہم [ص 14] انی لم ابعثهم الا لیتفقوا الناس فی دینہم [ص 118]

[کتاب الخراج ص 90]

حاصل اینکہ اے امیر المؤمنین! اپنے عمال کو حکم دے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کے مطابق فیصلہ کریں۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا وہ خط بھی تھا جو آپ نے خلیفہ وقت ابو جعفر منصور کو لکھا تھا:

”میں پہلے قرآن کے مطابق، پھر سنت کے مطابق، پھر حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں، پھر دوسرے صحابہ کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ ان میں اگر اختلاف ہو تو پھر اپنی رائے سے ان میں سے کسی کا قول اختیار کر لیتا ہوں۔“

[میزان الشریعة الکبریٰ ص 62]

[5]: حضرت امام زفر رحمہ اللہ

حضرت امام زفر بن الہذیل رحمہ اللہ م 158ھ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے سب سے زیادہ قیاس کے ماہر ہیں۔ آپ بھی فرماتے ہیں:

لاناخذ بالرای مادام الاثر و اذا جاء الاثر ترکنا الرای

[جواہر المضیئۃ ج 1 ص 534، الفوائد البہیہ ص 76]

ترجمہ: جب حدیث موجود ہو ہم رائے پر نہیں چلتے اور جب حدیث آجائے تو ہم نے رائے قائم بھی کی ہو تو اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

جب امام زفر رحمہ اللہ بھی رائے اور قیاس کو حدیث اور اثر کے مقابل کچھ نہیں سمجھتے تو اور کوئی فقیہ قیاس کو اس سے اونچا درجہ کیادے سکتا ہے؟!

گیارہویں صدی تک یہی آواز سننے میں آرہی ہے کہ حدیث اور اثر کے سامنے رائے اور قیاس کوئی وزن نہیں رکھتی۔ محدث کبیر شارح مشکوٰۃ مجدد مائتہ دہم ملا علی قاری علیہ رحمۃ ربہ الباری لکھتے ہیں: أن مذهبهم القوی تقدیم الحدیث

الضعيف على القياس المجرد الذى يحتمل التزييف نعم من رأى ثاقبهم الذى هو معظم مناقبهم أنهم ما تشبثوا بالظواهر بل دققوا النظر فيها بالبحث عن السرائر [مرقات ج1 ص3]

ترجمہ: فقہائے احناف کا قوی مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف بھی ہو تو اسے اس قیاس پر جو بے بنیاد ہو مقدم کیا جائے ہاں ان کی روشن رائے یہ رہی ہے اور وہ ان کی بڑی منقبت ہے کہ وہ ظاہر حدیث سے تمسک نہیں کرتے بلکہ اس کے اندر لپٹے معنی پر بھی غور کرتے ہیں اور دقت نظر سے کام لیتے ہیں۔

یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ یہ صرف اکابر ائمہ فقہ کے فیصلے تھے فقہاء مابعد بھی ان کے مطابق ہی چلے ہیں۔ لیجیے اب ہم فقہ حنفی کے مزاج شناس علامہ شامی رحمہ اللہ م 1252ھ کے حوالے سے بات آپ کے سامنے رکھتے ہیں، دوسری صدی میں جو کچھ کہا گیا تھا اسی کی آواز گیارہویں اور تیرہویں صدی میں بھی سنی جا رہی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

نقله العلامة بیری فی أول شرحه على الأشباه عن شرح الهداية لابن الشحنة، ونصه: إذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث، ويكون ذلك مذهبه ولا يخرج مقلده عن كونه حنفياً بالعمل به، فقد صح عنه أنه قال: إذا صح الحديث فهو مذهبي. وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن أبي حنيفة وغيره من الأئمة. ونقله أيضاً الإمام الشعراني عن الأئمة الأربعة.

[رد المحتار ج1 ص358]

ترجمہ: علامہ بیری رحمہ اللہ نے الاشباہ کی شرح کے شروع میں علامہ ابن شحنہ کی شرح ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ جب صحیح طریق سے ثابت ہو جائے اور وہ اپنے فقہی مذہب

کے خلاف ہو تو عمل حدیث پر کیا جائے گا اور یہی آپ کا مذہب شمار ہو گا اور حدیث پر عمل کرنے سے کوئی شخص حنفی ہونے کے دائرہ سے نہیں نکلتا، کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے صحیح طریق سے یہ بات پہنچی ہے آپ نے فرمایا جو کوئی حدیث صحیح طریق سے ثابت ہو جائے تو اسے ہی میرا مذہب سمجھو، علامہ عبد البر مالکی رحمہ اللہ نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور دوسرے ائمہ فقہ سے یہ بات نقل کی ہے علامہ شعرانی یہ بات ائمہ اربعہ سے نقل کرتے ہیں۔

نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں: و ذکر ابن حزم الاجماع علی ان مذهب ابی حنفیة ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الراى والقیاس [دلیل الطالب ص 87]

ترجمہ: ابن حزم لکھتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں ضعیف حدیث بھی رائے اور قیاس پر مقدم ہے۔

[6]: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ 204ھ مجتہد مطلق تھے، آپ نے حدیث کی کوئی بڑی کتاب جیسے بخاری شریف اور صحیح مسلم نہیں لکھی مسند امام شافعی رحمہ اللہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ علم حدیث میں ان محدثین سے کم تھے، آپ کی زندگی کا موضوع فقہ رہا ہے اس لیے بطور فن کار محدث کے آپ حدیث کی کوئی بڑی کتاب نہ لکھ سکے تاہم آپ کی کتاب ”الام“ میں سینکڑوں احادیث آپ نے روایت کی ہیں۔ آپ ہمیشہ سنت کے علمبردار رہے۔ تعامل امت کو آپ نے حدیث کے بعد رکھا ہے۔

حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ م 748ھ آپ کو الامام حبر الامۃ اور ناصر السنۃ لکھتے ہیں۔ علامہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ م 852ھ لکھتے ہیں: کان اصحاب الحدیث رفقو دا حتی ايقظهم الشافعی

[توالی التاسیس ص 59]

ترجمہ: اصحاب الحدیث سوئے ہوئے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ نے انہیں جگا دیا۔ یعنی محدثین روایت حدیث میں مصروف رہے، پڑھنے پڑھانے کا کام فقہاء کرتے رہے امام شافعی رحمہ اللہ نے محدثین کو جگا دیا۔ وہ اس فن کے لیے اٹھے اور اس کی باقاعدہ تدوین کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ سب کتابیں ان کے بعد لکھی گئی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے علم حدیث کم تھا، پچھلوں نے پہلوں ہی سے علم حاصل لیا ہے نہ اس کا یہ مطلب ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ صرف حدیث کو دیکھتے تھے تعامل امت کو نہ لیتے تھے ایسا ہر گز نہیں، آپ نے بیس رکعت تراویح کا فیصلہ تعامل امت سے ہی تو کیا ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ م 279ھ لکھتے ہیں: قال الشافعی رحمہ اللہ ہکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرين رکعة۔

[جامع الترمذی ج 1 ص 139]

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسی طرح میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھتے ہی پایا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اپنے زمانے کی بات جس انداز میں لکھ رہے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان سے سالہا سال پہلے بھی مسجد حرام میں بیس تراویح ہی پڑھی جاتی تھیں۔

[7]: حضرت امام احمد رحمہ اللہ

حضرت امام احمد رحمہ اللہ 241ھ نے امام ابویوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ کی شاگردی کا شرف پایا ہے۔ آپ امام بخاری رحمہ اللہ امام مسلم رحمہ اللہ اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے استاذ تھے، ائمہ اربعہ میں آپ چوتھے امام ہیں۔ سعودیہ عرب کے علماء آل شیخ سب ان کے مقلد ہیں۔ آپ کا نظریہ حدیث امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نظریہ حدیث سے ملتا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ 715ھ لکھتے ہیں:

فتقدیم الحدیث الضعیف وآثار الصحابة على القياس والرأى قوله
وقول الإمام أحمد

[اعلام الموقعین]

وقد قدم الحديث الضعيف على القياس

[اعلام الموقعین ج 1 ص 31]

ترجمہ: حدیث ضعیف بھی ہو تو اسے اور آثار صحابہ کو رائے اور قیاس پر مقدم کیا جائے، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ دونوں کا مذہب ہے۔

اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ دین میں رائے سے کام لینا ہرگز امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا طریقہ نہ تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ دونوں کا نظریہ حدیث ایک تھا کہ قیاس اور رائے کو کسی صورت میں حدیث پر مقدم نہیں کیا جاسکتا گو وہ حدیث ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ اجلہ فقہاء کا نظریہ حدیث آپ کے سامنے آگیا ہے اب ذرا محدثین کی جوابی روش بھی دیکھ لیں کہ وہ کس طرح فقہاء کے ساتھ مل کر چلے ہیں اور ان کے سایہ میں چلے ہیں۔

[آثار التشريع ج 1 ص 125 تا 130]

حفاظت نظر کا ایک عجیب فائدہ

نظر شیطان کے زہر لیے تیروں میں سے ایک تیر ہے، اس لیے نظر کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ حفاظت نظر کے بہت سے فوائد ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم نے اپنے ایک ملفوظ میں نظر کی حفاظت کا ایک عجیب فائدہ بیان فرمایا جو وہ واقعی لاجواب ہے، افادہ عام کے لیے پیش خدمت ہے۔ از مفتی شبیر احمد حقانی

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا:

”ایک بات یاد آگئی، میرے دوست نے بتایا کہ ایک فرانسیسی جوڑا ہوٹل میں بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے تقریر کی کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت کا حکم دیا ہے اس کے فائدے یہ ہیں کہ شوہر کے دل میں بیوی کی محبت بس جاتی ہے۔ جب غیروں کو نہیں دیکھتا تو اس کی نظر کا تمام مرکز اس کی بیوی ہوتی ہے۔ اس لیے بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے، تو بیوی بھی خوش رہتی ہے اور شوہر بھی خوش رہتا ہے، برعکس یورپ کی ترقی ترقی معکوس ہے یعنی الٹی ترقی، اللہ کے غضب اور قہر والی ترقی ہے، ان کی ہر بیوی ہر وقت خائف رہتی ہے۔ شوہر نے اگر کسی عورت سے مسکرا کر بات کر لی تو عورت جل کے خاک ہو جاتی ہے، دل تڑپ جاتا ہے کہ ہائے! معلوم ہوتا ہے کہ ظالم اس عورت سے پھنسا ہوا ہے اور اگر عورت نے کسی مرد سے ہنس کر بات کر لی اور ہاتھ ملا لیا، تو شوہر صاحب کی نیند حرام ہو جاتی ہے، سمجھتے ہیں کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ غرض سارا یورپ آج عذاب میں مبتلا ہے۔ اس کے بعد اس دوست نے کہا کہ زیادہ نہیں صرف تین دن تم کسی نامحرم کو نہ دیکھو، اپنی بیوی کو دیکھو اور عورت صرف اپنے شوہر کو

دیکھئے۔ صرف تین دن قرآن کی آیت: یَغْضُؤْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ [النور: 30] پر عمل کر لو کہ اے ایمان والو! اپنی نگاہوں کو نیچی کر لو، نا محرم عورتوں کو، کسی کی ماں بہن بیٹی کو مت دیکھو، کسی کی بیوی کو مت دیکھو، تین دن عمل کر لو اس کے بعد دیکھو گے کہ تمہیں اپنی بیوی کو دیکھنے میں اور تمہاری بیوی کو تمہیں دیکھنے میں کتنا مزا آتا ہے۔ کیونکہ شبہات ختم ہو جائیں گے اور زندگی خوشگوار ہو جائے گی۔ اس فراموشی عورت نے ڈاڑھی والے دوست کا شکریہ ادا کیا کہ ہم بالکل بات سمجھ گئے کہ واقعی بد نظری کی وجہ سے سارا یورپ عذاب میں مبتلا ہے۔

آج بھی جو مسلمان اپنی آنکھوں کو تقویٰ سے رکھتے ہیں ان میاں بیوی میں جو محبت ہے وہ ان میں نہیں جو اپنی آنکھوں کو ادھر ادھر لڑاتے رہتے ہیں، کیونکہ جب ادھر ادھر دیکھتے ہیں تو شیطان ان کی آنکھوں پر اور عورت کے گالوں پر مسمریزم کر دیتا ہے جس کی وجہ سے انہیں وہ غیر عورت اپنی بیوی سے دس گنا زیادہ حسین نظر آتی ہے، لہذا جب وہ گھر آتے ہیں تو منہ پر افسردگی اور غم کے آثار ہوتے ہیں، بیوی سمجھ جاتی ہے کہ کسی کا مارا پیٹا اور ستایا ہوا چلا آ رہا ہے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ تقویٰ سے رہو، میاں بیوی میں اگر محبت ہو جائے تو گھر جنت بن جاتا ہے۔“

نماز اہل السنۃ والجماعت (انگریزی)

متکلم اسلام، سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھسن کی شہرہ آفاق کتاب نماز اہل السنۃ والجماعت کی اردو میں بے پناہ مقبولیت کے بعد اب انگریزی اور فارسی زبان میں بھی مارکیٹ میں آچکی ہے۔ اسکول و کالج اور یونیورسٹیز کے اسٹوڈنٹس اور پڑھے لکھے دوستوں کو ہدیہ میں دیں۔

کتاب منگوانے کے لیے: دارالایمان زبیدہ سنٹر فرسٹ فلور 40 اردو بازار لاہور 3216353540

فقہ المسائل:

امام اعظم رحمہ اللہ اور علم حدیث

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ

سوال:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک بات کی تحقیق مطلوب ہے کہ ہمارے ہاں بعض لوگوں نے ایک کتاب ”حقیقۃ الفقہ“ مصنفہ محمد یوسف جے پوری کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے کہ تاریخ بغداد میں ہے کہ امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علم حدیث میں یتیم تھے۔

[حقیقۃ الفقہ ص 118]

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جب ایک آدمی کو علم حدیث سے مس ہی نہیں اور نہ ہی وہ اس میں مہارت رکھتا ہے تو اس کی فقہ پر عمل کیونکر صحیح ہے؟ برائے مہربانی اس کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

سید حیدر علی شاہ

حیدر آباد۔ سندھ

جواب:

امام ابن مبارک رحمہ اللہ کے قول میں یتیماً فی الحدیث کلمہ جرح نہیں بلکہ کلمہ مدح اور تعریف ہے۔ کیونکہ محاورہ میں یتیم کے معنی یتا، منفرد اور بے مثل کے بھی آتے ہیں۔

1: وکل شئ مفرد یعز نظیرہ فهو یتیم یقال درة یتیمہ

[الصالح للجوبری ج5 ص342، مختار الصحاح للرازی ج1 ص745]

ہر اکیلی چیز جس کی مثال کمیاب ہو وہ ”یتیم“ ہے، جیسے کہا جاتا ہے درة یتیمہ [نایاب موتی]

2: البیت یتیم ای منفرد لیس قبلہ ولا بعدہ شئ

[الزاهر فی معانی کلمات الناس ج1 ص118]

”البیت یتیم“ کا معنی ہے منفرد شعر کہ جس کا مثل نہ پہلے ہو نہ بعد میں۔

3: قال الاصمعی: الیتیمہ الرملة المنفردة وکل منفرد ومنفردة عند العرب یتیمہ ویتیمہ

[تہذیب اللغة للزہری ج5 ص29]

امام اللغة اصمعی نے کہا ”یتیم“ ریت کے ایک اکیلے ذرے کو کہتے ہیں، عرب کے ہاں ہر منفرد اور اکیلی چیز کو یتیم کہا جاتا ہے۔

ان حوالہ جات کی روشنی میں واضح ہوا کہ امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ امام صاحب حدیث میں بے مثال اور یکتا تھے، آپ کا پایہ علم حدیث میں بلند تھا۔ اس کی تائید خود ابن مبارک رحمہ اللہ کے دوسرے اقوال سے ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

1: أفقه الناس أبو حنيفة ما رأيت في الفقه مثله وقال أيضا لولا أن الله تعالى

أغاثني بأبي حنيفة وسفيان كنت كسائر الناس

[تہذیب التہذیب لابن حجر ج6 ص559، 560]

لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، میں نے فقہ میں ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ مزید فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام سفیان رحمہ

اللہ کے ذریعہ میری مدد نہ کرتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔

2: إن كان الأثر قد عرف واحتيج إلى الرأي فرأى مالك وسفيان وأبي حنيفة

وأبو حنيفة أحسنهم وأدقهم فطنة وأغوصهم على الفقه وهو أفقه الثلاثة،

[تاریخ بغداد ج 11 ص 244]

ترجمہ: اگر اثر و حدیث میں فقہ کی ضرورت پیش آئے تو اس میں امام مالک، امام سفیان اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کی رائے معتبر ہوگی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان سب میں عمدہ اور باریک سمجھ کے مالک ہیں، فقہ کی باریکیوں میں گہری نظر رکھنے والے اور تینوں میں بڑے فقیہ ہیں۔

3: هاتوا في العلماء مثل أبي حنيفة والافدعونا ولا تعذبونا

[مناقب موفق مکی ج 2 ص 52]

کہ علماء میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مثل لاؤ، ورنہ ہمیں معاف رکھو اور عذاب نہ دو۔ امام ابن مبارک رحمہ اللہ کے ان اقوال سے ثابت واضح ہوتا ہے کہ آپ کی نظر میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث و اثر میں دقت نظر کے مالک، فقہ میں عدیم المثال اور علماء کے گروہ میں و نور علم کے مالک تھے۔ لہذا ”یتیم فی الحدیث“ سے جرح سمجھنا امام ابو بکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی غلطی ہے جسے مؤلف حقیقۃ الفقہ نے محض عناداً پیش کیا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابو الحسین احمد بن ایبک ابن الدمیاطی رحمہ اللہ 749ھ کا قول نقل کر دیا جائے جو اس بات کی حقیقت بیان کرنے میں کافی وافی ہے، فرماتے ہیں:

هذا بالمدح أشبه منه بالذم فإن الناس قد قالوا أدرة یتیمہ إذا كانت

معدومة البطل، وهذا اللفظ متداول للمدح لا نعلم أحدا قال بخلاف، وقيل
يقيم دهره، وفريد عصره وإنما فهم الخطيب قصر عن إدراك ما لا يجهله عوام
الناس.

[المستفاد من ذيل تاريخ بغداد ج2 ص93]

ترجمہ: ”یتیم“ فی الحدیث کا لفظ مدح کے زیادہ مشابہ ہے نہ کہ ذم کے، کیونکہ عام طور پر
جب کسی چیز کی مثال کم ملتی ہو تو لوگ ”درۃ یتیمہ“ کا لفظ بولتے رہتے ہیں اور یہ لفظ عام
طور پر رائج ہے، ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے اس میں اختلاف کیا ہو جیسا کہ ”یتیم دہر“
اور ”فريد عصر“ وغیرہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ خطیب بغدادی کی فہم اس بات کو سمجھنے
سے قاصر رہی جس سے عوام بھی بے خبر نہیں۔

فائدہ:

حضرات محدثین رحمہم اللہ کی اصطلاح میں سند حدیث کے بدل جانے سے یا
راوی حدیث کے بدلنے سے حدیث کی تعداد بدل جاتی ہے۔ اگر ایک حدیث پانچ
سندوں سے آئی ہے تو اگرچہ وہ ایک متن ہے لیکن محدثین کے ہاں وہ پانچ احادیث شمار
ہوتی ہیں۔ بعض محدثین سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک حدیث میرے
پاس کئی طرق سے نہ پہنچے تو میں اس حدیث کے متعلق خود کو یتیم شمار
کرتا ہوں۔ محدث ابواسحاق ابراہیم بن سعید الجوهري الطبري (244ھ) فرماتے
ہیں: کل حدیث لا یكون عندی من مائة وجه فانافیه یتیم

[تذکرۃ الحفاظ ج2 ص76]

ترجمہ: ہر وہ حدیث جو میرے پاس سو سندوں کے ساتھ نہ ہو تو میں اس حدیث میں خود
کو یتیم خیال کرتا ہوں۔

چونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خیر القرون کے ہیں، 80ھ میں پیدا ہوئے اور 150ھ میں وفات پائی۔ چونکہ کثرت اسانید کا شیوع آپ کے دور میں نہ ہوا تھا اور احادیث کا مجموعہ آپ کے پاس کثرت اسانید سے نہ پہنچا تھا اس لیے امام ابن المبارک رحمہ اللہ کے قول کا مطلب عین ممکن ہے یہی ہو کہ آپ کے پاس احادیث تو کثرت سے تھیں لیکن سوسوسندوں سے نہیں تھیں۔ اب اس صورت میں ”یتیمافى الحديث“ کا مطلب بالکل واضح ہے۔

علم حدیث میں مہارت

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند روایات ایسی نقل کی جائیں جن سے امام صاحب کی علم حدیث میں وسعت اطلاع، وفور علم اور جلالت شان معلوم ہو اور یہ بات واضح ہو جائے کہ آپ کو علم حدیث میں کس قدر مہارت تھی اور نقد روایت میں آپ کا پایہ کس قدر بلند تھا؟! چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔

1: امام ابو عبد اللہ الصیمری اور امام موفق بن احمد المکی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے امام حسن بن صالح سے روایت کیا ہے:

كان ابو حنيفة شديد الفحص عن النسخ من الحديث والمنسوخ فيعمل بالحديث إذا ثبت عنده عن النبي صلى الله عليه وسلم وعن أصحابه وكان عارفاً بحديث أهل الكوفة وفقه أهل الكوفة شديد الاتباع لما كان عليه الناس ببلده وقال كان يقول إن لكتاب الله نسخاً ومنسوخاً وإن للحديث نسخاً ومنسوخاً وكان حافظاً لفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم الأخير

[اخبار ابى حنيفة للصيرى ص11، مناقب موفق المكي ج1 ص90، 89]

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نسخ احادیث کے پہچان میں بہت ماہر تھے، حدیث جب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے اصحاب سے ثابت ہو تو اس پر عمل کرتے تھے اور اہل کوفہ [جو اس وقت حدیث کا مرکز تھا] کی احادیث کے عارف تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کے حافظ تھے۔

2: امام موفق بن احمد المکی رحمہ اللہ سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فرما وجدت الحدیثین او الثلاثة فأتیہ بها فمنها ما یقبلہ ومنها ما یردہ فیقول هذا الیس بصحیح او لیس بمعروف... فاقول له وما علمک بذلك؛ فیقول انا اعلم بعلم اهل الکوفہ

[مناقب الموفق ج 2 ص 152، 151، مناقب کردری ج 2 ص 103]

ترجمہ: [امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کی تقویت میں] کبھی مجھے دو احادیث ملتی ہیں اور کبھی تین، میں انہیں امام صاحب کے پاس لاتا تو آپ بعض کو قبول کرتے بعض کو نہیں اور فرماتے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے یا معروف نہیں، تو میں عرض کرتا حضرت آپ کو کیسے پتہ چلا؟ فرماتے کہ میں اہل کوفہ کے علم کو جانتا ہوں۔

3: امام یحییٰ بن نصر بن حاجب فرماتے ہیں: دخلت علی ابی حنیفۃ فی بیتہ فملو کتباً فقلت ما ہذا؟ قال ہذا احادیث کلہا، وما حدثت بہ الا یسیر الذی ینتفع بہ [ہذا لفظ ابی نعیم]

[مناقب ابی حنیفہ للنیسابوری بحوالہ مناقب کردری ج 1 ص 151]

ترجمہ: میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کا گھر کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا: یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ ساری احادیث ہیں میں ان میں سے وہ بیان کرتا ہوں جن سے [عوام کو] نفع ہو۔ (بقیہ صفحہ 31 پر)

بستان المحدثین

امام عامر بن شراحیل الشیبی رحمہ اللہ

مولانا محمد اکمل حفظہ اللہ

نام و نسب:

نام عامر بن شراحیل، کنیت ابو عمر، لقب شیبی۔ آپ قبیلہ ہمدان سے تعلق رکھتے ہیں۔
[تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 81، سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 482]

ولادت باسعادت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مرکز علم کوفہ میں ہوئی۔
[تاریخ بغداد ج 10 ص 344، تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 81]

شرف تابعیت:

آپ رحمہ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد کی زیارت سے مشرف ہوئے۔
فرماتے ہیں: أدرکت خمس مائة صحابی [سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 482]
کہ میں نے پانچ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا یعنی ان سے ملاقات کی۔

تحصیل علم:

امام شیبی رحمہ اللہ کی پیدائش اور پرورش ایسے دور اور شہر میں ہوئی جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد موجود تھی۔ شہر کوفہ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسکن تھا۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے علوم نبوی کی بحر بیکراں شخصیات اور

نفوس سے تحصیل علم میں مصروف ہو گئے، آخر کار ان جبال علم کے علوم نے آپ کو امام العصر اور علامۃ التالبعین بنادیا۔

فضل و کمال:

آپ رحمہ اللہ علمی اعتبار سے اپنے زمانے کے امام اور علامہ تھے۔ جملہ علوم میں یکساں کمال حاصل تھا۔ چنانچہ امام ابو اسحاق الجبال فرماتے ہیں کہ شعبی جملہ علوم میں یگانہ عصر تھے۔ [تہذیب التہذیب ج 5 ص 69]

قرآن و حدیث، فقہ و مغازی، ریاضی و ادب اور شاعری میں انہیں یکساں دسترس حاصل تھی۔

شرف روایت:

آپ رحمہ اللہ احادیث نبوی کے جلیل القدر حافظ ہی نہیں بلکہ امام العصر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑی سعادت اور نعمت یہ عطا فرمائی کہ شرف تابعیت کے ساتھ ساتھ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شاگردی سے بھی مالا مال فرمادیا۔ جن نفوس قدسیہ سے آپ نے روایت حدیث کی، ان میں سے چند ایک حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1. سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
2. سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
3. سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
4. سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
5. سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

6. سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

7. سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

8. سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

9. سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

10. ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

[سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 483، تذکرہ الحفاظ ج 1 ص 82]

وسعت علم کی وجہ:

امام ابو الحسن مدینی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (الحکمت) میں بیان کیا ہے کہ کسی نے امام شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ نے اتنا وسیع علم کیسے حاصل کیا؟ فرمایا: بنفی الاغتنام والسير فی البلاد و صبر کصبر الجماد و بکور کبکور الغراب،

[تذکرہ الحفاظ ج 1 ص 82، سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 483]

اپنے موجودہ علم پہ بے اعتمادی، گدھوں کی طاقت برداشت کرنے، جمادات کی طرح صبر اور کوئے کی طرح گھر سے سویرے نکلنے کی بدولت حاصل ہوا ہے۔

آپ کا اپنا بیان ہے: ما سمعت منذ عشرين سنة من رجل يحدث بحديث الا

وانا اعلم به منه، [سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 485]

کہ میں نے بیس سال کے عرصہ میں کسی سے کوئی ایسی نئی حدیث نہیں سنی کہ اس سے بیان کرنے والے سے زیادہ واقف نہ رہا ہوں۔

مرا سیل امام شعبی رحمہ اللہ:

علامہ شعبی کی مرسل روایت کس درجے کی ہے؟ اس کے متعلق علامہ ذہبی رحمہ اللہ

امام احمد بن عبد اللہ العلی کا فرمان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ شعبی کی مرسل احادیث صحیح ہوتی ہیں، آپ صحیح کے علاوہ کسی حدیث مرسل کو بیان نہیں کرتے ہیں۔
[سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 485، تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 82]

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام نخعی کی مراسیل سے امام شعبی کی مراسیل زیادہ پسند ہیں۔ [قواعد فی علوم الحدیث للمحدث ظفر احمد العثانی]

علامہ شعبی رحمہ اللہ ائمہ کی نظر میں:

امام کھول رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ما رأیت أحدا أعلم من الشعبي
[سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 484، تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 83]

کہ میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا۔

امام ابن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء الناس ثلاثة، ابن عباس فی زمانہ،
والشعبي فی زمانہ، والثوري فی زمانہ، [سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 484]

کہ کامل عالم تین ہیں؛ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے زمانے میں، امام شعبی رحمہ اللہ اپنے زمانے میں اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اپنے زمانے میں۔

امام عاصم بن سلیمان فرماتے ہیں: ما رأیت أحدا أعلم بحديث أهل الكوفة والبصرة
والحجاز من الشعبي. [سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 485]

کہ میں نے کوفہ، بصرہ اور حجاز کے مرکوزوں کے محدثین کی احادیث کا جاننے والا ان سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

امام ابن ابی لیلیٰ امام شعبی اور ابراہیم نخعی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کان
إبراهيم صاحب قياس، والشعبي صاحب آثار،

[سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 486، تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 83]

کہ امام شعبی محدث ہیں اور ابراہیم نخعی مجتہد ہیں۔

امام صلت بن بہرام کہتے ہیں کہ میں کوئی ایسا آدمی نہیں جانتا جو شعبی جتنا وسیع علم رکھتا ہو۔

امام عاصم احول کہتے ہیں: شعبی حسن بصری سے علم حدیث زیادہ رکھتے تھے۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس دور کے علماء چار ہیں: مدینہ میں سعید بن مسیب، کوفہ میں عامر بن شراحیل شعبی، بصرہ میں حسن بصری اور شام میں مکحول۔

[تاریخ بغداد ج 10 ص 168]

قوت حافظہ:

آپ رحمہ اللہ کو جس قدر تحصیل علم کا شوق تھا اس قدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حافظہ بھی عطا فرمایا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ جس سے جتنا بڑا اور عظمت والا کام لینا چاہتے ہیں اتنی استعداد و صلاحیت سے بھی مالا مال کر دیتے ہیں۔ چونکہ آپ سے علم حدیث کا کام لینا تھا تو آپ کو بھی بہت ساری صلاحیتوں اور انعامات سے نوازا، خصوصاً قوت حافظہ سے۔

چنانچہ آپ کا اپنا بیان ہے: ما کتبت سوداء فی بیضاء الی یومی هذا، ولا حدثنی رجل بحديث قط الا حفظته ولا احببت أن یعیده علی [تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 85]

کہ میں نے آج تک کاغذ پر کچھ نہیں لکھا، جب کوئی شخص مجھے کوئی حدیث سناتا تو مجھے حفظ ہو جاتی تھی، مجھے کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ وہ اسے میرے سامنے دوبارہ پڑھے۔

روایت حدیث میں احتیاط:

آپ رحمہ اللہ قوت حافظہ اور وسعت علم کے باوجود روایت حدیث میں بڑے محتاط

تھے اور زیادہ روایت کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ امام مجاہد علامہ شعبی سے بیان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: صلحاء امت زیادہ احادیث بیان کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 84]

روایت بالمعنی کے قائل تھے:

آپ رحمہ اللہ اتنے محتاط ہونے کے باوجود روایت بالمعنی کو خلاف احتیاط نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ شعبی حدیثیں بالمعنی روایت کرتے تھے۔ (یعنی الفاظ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتے تھے)

[ابن سعد ج 6 ص 174]

حلقہ درس:

علامہ کو اللہ تعالیٰ نے علمی اعتبار سے بہت بلند مقام عطا فرمایا تھا۔ آپ کا حلقہ درس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں قائم ہو گیا تھا۔ امام ابن سیرین رحمہ اللہ کا بیان ہے: قدمت الکوفة وللشعبی حلقة عظيمة، والصحابة يومئذ كثير

[سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 485، تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 85]

کہ میں جس زمانے میں کوفہ آیا، اس وقت امام شعبی کا بہت بڑا حلقہ درس قائم تھا، حالانکہ اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔

دیگر علوم میں امام شعبی کا مقام:

علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم پر بھی امام شعبی کو دسترس حاصل تھی۔ قرآن مجید کے اتنے زبردست قاری تھے کہ ”زعم القراء“ کہلاتے تھے۔

[تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 73]

فقہ میں مقام:

آپ رحمہ اللہ کو اگرچہ جملہ علوم و فنون میں بلند مقام حاصل تھا لیکن فقہ میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے۔ چنانچہ امام ابو مجلز فرماتے ہیں کہ میں نے شعبی سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا، سعید بن مسیب، طاؤس، عطاء، حسن بصری اور محمد بن سیرین بھی ان کے مقابلہ کے نہیں تھے۔

امام ابو حصین کہتے ہیں میں نے امام شعبی سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

[تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 83]

آپ کا فقہی کمال اتنا مسلم تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو علوم نبوی کے حقیقی وارث تھے، کی موجودگی میں مسند افتاء پر بیٹھ گئے تھے۔ چنانچہ امام ابو بکر الہذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

امام شعبی رحمہ اللہ کے دامن سے وابستہ رہو، میں نے دیکھا کہ وہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد کی موجودگی میں فتویٰ دیتے تھے۔

[سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 484]

امام شعبی رحمہ اللہ اور علم مغازی:

آپ رحمہ اللہ دوسرے علوم کی طرح مغازی [جنگ کے حالات] کے بھی ممتاز عالم تھے۔ عبد الملک بن عمیر سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق فرماتے ہیں: مر ابن عمر بالشعبی وهو یقرأ البغازی، فقال: کلن هذا کلن شأهنا معنا، ولهو أحفظ لها منی وأعلم،

[سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 485، تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 83]

کہ ایک مرتبہ امام شعبی مغازی (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے

جنگی کارنامے) بیان کر رہے تھے، ادھر سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر ہوا تو انہوں نے سن کر فرمایا: میں ان لوگوں کے ساتھ خود جنگوں میں شریک رہا ہوں، لیکن یہ (شعبی) ان واقعات کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

شاعری: آپ رحمہ اللہ شعر و شاعری میں بھی کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ شعرائے قدیم کے ہزاروں اشعار یاد تھے۔ ان کا اپنا دعویٰ تھا کہ میں نے سب سے کم شعر و شاعری کا علم حاصل کیا لیکن پھر بھی اگر میں چاہوں تو مسلسل ایک مہینہ تک اشعار سنا سکتا ہوں اور کوئی شعر مکرر نہ ہونے پائے گا۔ [تاریخ بغداد ج 10 ص 169]

چند مشہور تلامذہ: آپ رحمہ اللہ کے تلامذہ کی فہرست کافی طویل ہے۔ چند ایک کے اسماء گرامی پیش خدمت ہیں:

امام مکحول شامی، عطاء بن سائب، ابن ابی لیلیٰ، اعمش، امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ وغیرہ

[سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 483، تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 82]

وفات: آپ رحمہ اللہ کی وفات کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

۱: 109ھ، ۲: 106ھ، ۳: 103ھ [سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 492]

۴: 104ھ۔

[طبقات الحفاظ ج 2 ص 40، تہذیب التہذیب ج 3 ص 341]

جب علامہ شعبی کے دنیا فانی کو چھوڑنے کی افسوسناک خبر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو پہنچی تو ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے:

آپ بڑے علم والے تھے اور اسلام میں عظیم مقام پر فائز تھے۔

[تاریخ دمشق: عامر بن شراحیل الشعبي الکوفي رقم الترجمة: 3047]

تذکرۃ الاکابر:

آخری قسط

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ

مولانا محمد زکریا پشاورى حفظہ اللہ

موتمر عالم اسلامى مکہ معظمہ میں شرکت 1344ھ / 1926ء:

جنگ عظیم اول میں شریف مکہ نے جو اس وقت ترکوں کی طرف سے مکہ کا والی تھا، ان سے غداری کی تو انگریزوں نے شریف حسین کو حجاز کی حکومت دے دی۔ لیکن رب العزت نے شریف حسین کو غداری کی سزا دی اور سلطان عبدالعزیز آل سعود کو کھڑا کیا۔ جس نے شریف مکہ کو شکست دے کر حجاز پر قبضہ کیا اور شریف مکہ کو ترکوں سے غداری کا صلہ مل گیا۔

سلطان عبدالعزیز جب حرمین پر قابض ہوئے تو کچھ ایسے اقدامات کئے جس کی وجہ سے اسلامی دنیا میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی۔ اس بناء پر سلطان نے دیگر اسلامی ممالک سے حالات کے سازگار بنانے کے لیے رابطے شروع کیے اور ایک اجلاس بلایا جس کو ”موتمر عالم اسلامى“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس اجلاس میں برصغیر پاک و ہند سمیت تقریباً تیرہ ممالک نے شرکت کی۔ سلطان نے ہندوستان کے تین مذہبی جماعتوں سے رابطہ رکھا۔

1: مرکزی مجلس خلافت، 2: جمعیت علماء ہند، 3: آل انڈیا اہل حدیث جمعیت علماء ہند کے پانچ نمائندوں نے اس اجلاس میں شرکت کی جس میں مفتی ہند مفتی

کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ قابل ذکر ہیں۔ علامہ صاحب نے اجلاس میں ایک بیان فرمایا جس کو تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

سیاسی زندگی:

علامہ عثمانی رحمہ اللہ جمعیت علماء ہند کے بہت سرگرم رکن تھے اور ہر وقت مسلمانوں کی خوشحالی کی سوچ میں رہتے تھے۔ 1919ء سے لے کر 1944ء تک آپ جمعیت علماء ہند کے رکن رہے لیکن 1945ء میں آپ جمعیت کی رکنیت سے علیحدہ ہو گئے، علیحدگی کی وجہ سے جمعیت العلماء متحدہ قومیت کے حامی تھے اور مولانا عثمانی دو قومی نظریہ کے حامی تھے۔

جمعیت علمائے اسلام کا قیام:

جمعیت علماء ہند متحدہ قومیت کے حامی تھے اور مولانا عثمانی متحدہ قومیت کے مخالف اور دو قومی نظریہ کے حامی تھے اس بناء پر آپ نے جمعیت سے علیحدگی اختیار کر لی اور جمعیت علماء اسلام کے نام سے ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ آپ کے ساتھ مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا ابراہیم اور کئی دوسرے علمائے کرام شامل تھے۔ علماء کرام نے علامہ عثمانی کو صدر بنایا گیا اور مولانا ابراہیم کو نائب صدر۔ جماعت کا تاسیسی اجلاس اکتوبر 1945ء میں کلکتہ میں منعقد ہوا۔ اور انہی حضرات کی جدوجہد سے قیام پاکستان عمل میں لایا گیا۔

پاکستان کی پرچم کشائی علامہ عثمانی کے دست مبارک سے:

پاکستان کی پرچم کشائی ایک نہایت مقدس تقریب تھی اس لیے اس کا افتتاح کسی مقدس ہاتھ سے ہونا تھا۔ چنانچہ قائد اعظم نے یہ سعادت شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمہ اللہ کے سپرد کی۔ مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب ”انوار النظر“ میں لکھتے ہیں:

14 اگست 1947ء بمطابق 27 رمضان المبارک 1366ھ کو پاکستان معرض وجود میں آیا تو کراچی میں قائد اعظم نے علامہ عثمانی کو پرچم کشائی کے لیے منتخب کیا اور ڈھاکہ میں وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان خواجہ ناظم الدین مرحوم نے [احقر] علامہ ظفر احمد عثمانی کو منتخب کیا۔ پرچم کشائی کے وقت قرآن کی یہ آیات میری زبان پر جاری ہوئی:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا، [الفتح: 1] اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے تقریب پرچم کشائی کے وقت یہ آیات تلاوت فرمائی: قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَبِيرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تَوَلَّجَ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَتَوَلَّجَ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَتُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

[آل عمران: 26، 27]

کراچی میں تقریب کے وقت قائد اعظم وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی، مرکزی کابینہ کے وزراء سردار عبدالرب نشتر اور دیگر عمائدین موجود تھے۔

پاکستان کی آئین سازی میں کردار:

علامہ عثمانی نے پاکستان آکر کوئی سرکاری عہدہ قبول نہیں کیا اور جب آئین اور ملکی قانون بنانے کا وقت آیا تو علامہ نے بہت مشقت کے ساتھ ملک کے لیے اسلامی دفعات پر مشتمل ایک قانون تیار کیا جس کو تاریخ میں ”قرار داد مقاصد“ کے نام سے

یاد کیا جاتا ہے اور آج بھی اسلامی نظریاتی کونسل کی بنیاد انہی قرار دادوں پر قائم ہے۔

وفات حسرت آیات:

جامعہ عباسیہ واقع بہاولپور ایک قدیمی دینی درس گاہ ہے۔ اس کے نظام تعلیم کی کمزوریوں و خرابیوں کو دور کرنے کے لیے آپ ریاست بہاولپور کی وزارت کی درخواست پر بہاولپور تشریف لائے۔ 8 دسمبر 1949ء کو آپ بہاولپور تشریف لے گئے 12 دسمبر تک آپ بالکل اچھے تھے۔ 13 دسمبر کی شب بخار ہوا اور سینہ میں درد شروع ہوا، لیکن چند گھنٹے بعد آپ کی روح نفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ آپ کی نعش کراچی لے جائی گئی اور محمد علی روڈ کے قریب آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے آپ کے انتقال پر فرمایا تھا: مولانا شبیر احمد عثمانی جیسے نادرہ روزگار صاحب کمال صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

﴿بقیہ: فقہ المسائل﴾

ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمہ اللہ پر یہ الزام کہ آپ کو حدیث سے کوئی مس نہ تھا، بالکل بے بنیاد اور باطل ہے۔ بلاشبہ آپ اس فن کے شاہسوار اور بلند پایہ فقیہ ہونے کے ساتھ عظیم محدث بھی تھے۔

سوال میں ذکر کردہ کتاب ایک متعصب غیر مقلد کی ہے، جس نے محض عناد سے کام لیتے ہوئے اتنی عظیم شخصیت پر الزام لگایا ہے۔ مندرجہ بالا حقائق اس مصنف کی کذب بیانی کے پردوں کو چاک کرنے کے لیے کافی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

نماز اہل سنت والجماعت

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ

نماز وتر

وتر واجب ہیں :

1: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا**.

(صحیح البخاری ج 1 ص 136 باب لیجعل آخر صلوٰتہ وترا، قیام اللیل للمروزی ص 218، مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 463، من قال یجعل الرجل آخر صلاتہ باللیل وترا، رقم الحدیث 6765)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وتر کورات کی آخری نماز بناؤ۔

فائدہ: اس حدیث میں ”اجْعَلُوا“ کا لفظ امر ہے اور اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے **”الْأَمْرُ لِلْجُوبِ مَا لَمْ تَكُنْ قَرِينَةً خِلَافَهُ“**

(قواعد الفقہ لمحمد عییم الاحسان ص 62، الاحکام للآمدی ج 2 ص 165، کشف الاسرار لعبد العزیز البخاری ج 1 ص 173)

کہ شریعت میں جب کسی چیز کا امر کیا جائے تو وہ چیز واجب ہوتی ہے جب تک اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ قائم ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب ہے۔

2: عَنْ أَبِي الْيُؤَبِّ بْنِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا قَالَ: **الْوُتْرُ حَقٌّ أَوْ وَاجِبٌ**.

(مسند ابی داؤد الطیالسی جز 1 ص 314 رقم الحدیث 594، شرح معانی الآثار ج

1 ص 204 باب الوتر، سنن الدارقطنی ص 283، الوتر بخمس او ثلاث او بواحد الخ، رقم الحديث 1624

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ وتر حق یا واجب ہے۔

3: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتَزْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتَزْ فَلَيْسَ مِنَّا۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 208 باب فین لم یوتر، مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 505، من قال الوتر واجب عن ابی ہریرۃ، رقم الحديث 6932)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: ”وتر حق ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں (یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمائی)

4: عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنِّي نَمَسْتُ وَنَسِيتُ الْوُتْرَ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِذَا اسْتَيْقَظْتَ وَذَكَرْتَ فَصَلِّ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 485، من قال یوتر وان اصبح و علیہ قضاء ہ، رقم الحديث 6869)

ترجمہ: حضرت ابو مریم فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں سو جاتا ہوں اور وتر پڑھنا بھول جاتا ہوں حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے (تو کیا کروں؟) تو آپ نے فرمایا جب تو بیدار ہو اور تجھے (وتر) یاد آجائیں تو انہیں پڑھ لیا کر۔

وتر تین رکعت ہیں :

1: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 154-269-504 باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان، صحیح مسلم ج 1 ص 254 صلوٰۃ اللیل وعدد رکعة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سنن النسائی ج 1 ص 248 باب کیف الوتر بثلاث)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان مبارک میں کیسی ہوتی تھی؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھے، پس کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں۔ اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

2: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُزِيدُ ثَرْثِلَاتٍ يَقْرَأُ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ بِسْمِ اللَّهِ الرَّبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمَعُودَاتُ۔

(شرح معانی الآثار ج 1 ص 200 باب الوتر، صحیح ابن حبان ص 718 ذکر الاباحۃ للمرء ان یضم قراءۃ المعوذتین الخ، رقم الحدیث 2448، مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 404 باب ما یقرء فی الوتر الخ، رقم الحدیث 1257)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں ”بسم اللہ ربک الاعلیٰ“ پڑھتے، دوسری رکعت میں ”قل یا ایہا الکفرؤن“ اور تیسری رکعت میں ”قل هو اللہ احد“ اور معوذتین پڑھتے تھے۔“

3: عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

يُؤْتِرُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ
يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

(سنن النسائي ج 1 ص 248 باب ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر أبي بن كعب الخ، سنن
ابن ماجه ج 1 ص 82 باب ما جاء في ما يقرء في الوتر، مصنف ابن أبي شيبة ج 4 ص 514، 515، في
الوتر ما يقرء فيه، رقم الحديث 6960)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وتر تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبوح اسم ربك الاعلى پڑھتے، دوسری
رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل هو الله احد پڑھتے تھے۔

اسی مضمون کی احادیث:

4: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
(سنن النسائي ج 1 ص 249 ذکر الاختلاف على أبي اسحق في حديث سعيد بن جبیر عن
ابن عباس، مصنف ابن أبي شيبة ج 4 ص 512، في الوتر ما يقرء فيه، رقم الحديث 6951)

5: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
(شرح معانی الآثار ج 1 ص 204 باب الوتر، مجمع الزوائد ج 2 ص 505 باب ما يقرء في
الوتر، رقم الحديث 3468)

6: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
(مجمع الزوائد ج 2 ص 505 باب ما يقرء في الوتر، رقم الحديث 3466)

7: حضرت عبد الرحمن بن سبرہ رضی اللہ عنہ
(مجمع الزوائد ج 2 ص 505 باب ما يقرء في الوتر، رقم الحديث 3469)

8: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ
(مجمع الزوائد ج 2 ص 501 باب عدد الوتر، رقم الحديث 3452)

9: حضرت عبد الرحمن بن ابی ریحان رضی اللہ عنہ
(شرح معانی الآثار ج 1 ص 205 باب الوتر، کتاب الآثار ج 1 ص 142 باب الوتر وما يقرء
فيها، رقم الحديث 122)

سے بھی مروی ہیں جن میں تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

10: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 512، فی الوتر و ما یقرء فیہ، رقم الحدیث 6950)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہا تین رکعت وتر پڑھتے تھے (اور ان میں) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے

11: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُرُّ اللَّيْلُ كَوُتِرِ النَّهَارِ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ.

(سنن الدارقطنی ص 285، الوتر ثلاث کثلاث المغرب، حدیث نمبر 1637، نصب الراية للزیلعی ج 2 ص 116 باب صلاة الوتر)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے وتر دن کے وتر یعنی نماز مغرب کی طرح ہیں (یعنی تین ہیں)۔

12: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ؛ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوَةُ الْمَغْرِبِ وَتُرُّ النَّهَارِ فَأَوْتِرُوا صَلَاةَ اللَّيْلِ.

(مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 401 باب آخر صلاة الليل، رقم الحدیث 4688، مسند احمد بن حنبل ج 4 ص 420 رقم الحدیث 4847)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب کی نماز (گویا) دن کے وتر ہیں تو رات کے وتر بھی پڑھا کرو۔

[بقیہ صفحہ نمبر 43 پر]

تعارف کتب فقہ:

فتاویٰ عالمگیری

مفتی محمد یوسف حفظہ اللہ

فتاویٰ عالمگیری کی مآخذ کتابیں:

فتاویٰ عالمگیری فقہ کی تمام اہم اور قابل ذکر کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس کے مآخذ و مراجع فقہ حنفیہ میں بڑی وقعت رکھتے ہیں۔ فتاویٰ کی تدوین کے وقت فقہ اسلامی اور اصول فقہ پر جتنی کتابیں بھی اس وقت تک تحریری شکل میں موجود تھیں ان تمام سے استفادہ کیا گیا۔ نیز قلمی مسودات اور فتاویٰ جات سے بھی راہنمائی لی گئی تاکہ فقہ پر اس وقت تک جو علمی کام ہو چکا ہے وہ نظر انداز نہ ہو سکے۔ ان تمام کتابوں کا صحیح اندازہ اور مکمل احاطہ تو ممکن نہیں البتہ اس سلسلے میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے چند معروف کتابوں کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے۔

کتاب المبسوط:

یہ کتاب امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (150ھ) کے مایہ ناز شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (189ھ) کی تصنیف ہے اور کتاب الاصل کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو "اصل" اس لیے کہا جاتا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اسی کو تصنیف کیا۔ اس میں فاضل مصنف رحمہ اللہ نے سینکڑوں مسائل سے متعلقہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فتاویٰ جات جمع کیے ہیں نیز ایسے مسائل بھی ذکر کیے ہیں جو ان کے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ (182ھ) کے درمیان اختلافی ہیں۔ اور جس مسئلے

میں امام محمد رحمہ اللہ نے اختلاف ذکر نہیں کیا وہ سب کا متفقہ ہوتا ہے۔

مختصر الطحاوی:

علامہ ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمہ اللہ (321ھ) کی تصنیف ہے جو مشہور فقیہ و محدث اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مصر کے ایک گاؤں "طحا" کے رہنے والے تھے۔ پہلے شافعی مسلک تھے، بعد میں مسلک حنفیت اختیار کر لیا۔ امام موصوف رحمہ اللہ مذہب حنفی کے ترجمان ہیں۔ فقہ حنفیہ کے سلسلے میں آپ نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں معانی الآثار، مشکل الآثار، شرح جامع الکبیر، شرح جامع الصغیر اور مختصر الطحاوی لائق تذکرہ ہیں۔

الکافی:

اس نام کی فقہیات سے متعلق کئی کتابیں ہیں جو چاروں مسالک [مسلک حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی] پر مشتمل ہیں۔ لیکن یہاں "الکافی فی فروع الحنفیہ" مراد ہے۔ یہ کتاب امام محمد بن محمد (334ھ) کی تصنیف ہے جو امام حاکم شہید کے نام سے معروف ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کی کتابوں کے اہم فقہی مسائل سلیقے سے جمع کر دیئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مندرجات کے اعتبار سے قابل اعتماد ہے۔

الفتاویٰ النسفیہ:

اس کے مؤلف علامہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی رحمہ اللہ (537ھ) ہیں جو علامہ سمرقندی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتاب ان فتاویٰ کو محیط ہے جو انہوں نے

اپنے معاصرین کے سوالات کے جواب میں تحریر کیے تھے۔ علامہ مدوح بہت بڑے فقیہ، محدث اور مفسر تھے۔ فقہ کے بارے میں ان کی مشہور تصنیف ”کتاب المنظومہ“ ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ فقہ کی پہلی کتاب ہے جو بصورتِ نظم ضبطِ تحریر میں لائی گئی۔

بدائع الصنائع:

یہ کتاب دراصل ”تحفۃ الفقہاء“ کی شرح ہے اس کے مصنف امام ابو بکر بن مسعود کاسانی رحمہ اللہ (567ھ) ہیں جس وقت یہ کتاب تحریر کی گئی تو تحفۃ الفقہاء کے مصنف علامہ محمد بن احمد سمرقندی رحمہ اللہ (539ھ) بقید حیات تھے۔ انہوں نے جب اس عالمانہ اور مدلل شرح کو ملاحظہ فرمایا تو خوب تعریف کی اور از حد خوش ہوئے۔ اسی خوشی میں آپ نے اپنی عالمانہ فاضلہ بیٹی فاطمہ کا نکاح اپنے شاگرد علامہ کاسانی رحمہ اللہ سے کر دیا۔

فتاویٰ قاضی خان:

اسے فتاویٰ خانہ بھی کہتے ہیں۔ یہ امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی رحمہ اللہ (592ھ) کی تصنیف ہے۔ مصنف قاضی خان کے نام سے مشہور ہیں۔ فتاویٰ خانہ ایک مشہور و مقبول کتاب ہے۔ علماء فقہ حنفیہ کے بیشتر فتاویٰ کا مرجع یہی ہے۔ یہ ان تمام مسائل کا مجموعہ ہے جن کی اکثر ضرورت پیش آتی ہے۔ اس میں تقریباً ہر فقہی مسئلے کا مأخذ [اصل حوالہ] بتایا گیا ہے۔ اور جس مسئلے میں متاخرین فقہاء کرام کے اقوال زیادہ ہیں ان میں ایک یا دو قول ذکر کر کے زیادہ واضح قول کو ترجیح دی گئی ہے۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (879ھ) تصحیح القدوری میں فرماتے ہیں: ”قاضی خان جس

بات کی تصحیح کر دیں اسے دوسروں کی تصحیح پر مقدم سمجھا جائے گا۔

[بحوالہ: الفوائد البہیۃ ص 65]

ہدایہ:

شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی رحمہ اللہ (593ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ فقہ حنفی کی نہایت اہم اور معروف کتاب ہے اور درحقیقت اسی مصنف رحمہ اللہ کی ایک اور تصنیف "بدایۃ المبتدی" کی شرح ہے اس کتاب کی فقہی اہمیت کے پیش نظر اس کی مختلف زبانوں میں کئی شروحات لکھی گئی ہیں اور علماء کرام نے مختلف انداز سے اس پر بہت کام کیا ہے۔

کنز الدقائق:

فقہ اسلامی کی یہ کتاب آج بھی مسلمانوں میں بہترین اور قابل اعتماد تصور کی جاتی ہے۔ اور دینی مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔ اس کتاب کو ابوالبرکات علامہ عبد اللہ بن احمد النسفی رحمہ اللہ (710ھ) نے تصنیف فرمایا۔ فقہ حنفی کے جتنے بھی متون لکھے گئے ہیں ان میں سے مقبول ترین اور منفرد یہی کنز الدقائق ہے۔ اختصار اور جامعیت کی وجہ سے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔

تیمین الحقائق:

یہ کتاب کنز الدقائق کی شرح ہے جو نامور فقیہ و محدث علامہ عثمان بن علی الزلیعی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اس میں استدلال اور دلیل پر بہت زور دیا گیا ہے۔ علامہ موصوف رحمہ اللہ 705ھ میں قاہرہ تشریف لے گئے تو وہاں کی مسند تدریس و افتاء پر فائز کیے گئے۔ فقہ، نحو اور فرائض [میراث] کے بہت بڑے عالم تھے۔ فاضل مصنف

رحمہ اللہ کا انتقال 743ھ میں ہوا۔

فتاویٰ تاتارخانیہ:

امام فرید الدین عالم بن علاء حنفی اندرپتی رحمہ اللہ (786ھ) کی تصنیف ہے۔ مصنف مرحوم فقہ، اصول اور عربی ادبیات کے ماہر و باکمال علماء میں سے تھے۔ آپ نے اس فتاویٰ میں محیط البرہانی، ذخیرہ، فتاویٰ ظہیریہ کے مسائل جمع کیے ہیں۔ محیط البرہانی کے لیے میم کی علامت مقرر کی ہے اور باقی کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ یہ کتاب ابواب ہدایہ کی ترتیب کے مطابق مرتب کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ جو کتابیں فتاویٰ کی تدوین میں معاون ثابت ہوئیں ہیں ان میں سے بعض مزید کتابوں کے نام یہ ہیں:

خلاصۃ الفتاویٰ، خزانۃ الفتاویٰ، فتاویٰ العنابیہ، فتاویٰ التمرتاشی، فتاویٰ بزازیہ، فتاویٰ الولولجیہ، فتاویٰ الغیاشیہ، فتاویٰ شیخ الاسلام المعروف خواہر زادہ، فتاویٰ الصغریٰ، فتاویٰ الکبریٰ، جامع المضمرات، النہر الفائق، فتح القدیر، محیط البرہانی، محیط السرخسی، تنویر الابصار، حاوی القدسی، مجموع البحرین، السراجی، عینی شرح ہدایہ، غیاث البیان وغیرہ۔

فتاویٰ کے مختلف زبانوں میں ترجمے:

فارسی ترجمہ: 1 بادشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ نے بے حد

کاوش اور بڑی جافشانی سے فتاویٰ عالمگیری کو مرتب کرایا۔ اورنگ زیب ہر وقت اس کی اشاعت کے لیے کوشاں رہتا اور چاہتا تھا کہ یہ گراں قدر ذخیرہ فقہ صرف عربی

زبان تک محدود نہ رہے بلکہ ہندوستان کی اصل زبان فارسی میں بھی اسے منتقل کیا جائے تاکہ خلق خدا آسانی اس چشمہ علم سے سیراب ہو سکے۔ چنانچہ اس عظیم خدمت کے لیے آپ نے ترکی کے مشہور عالم عبداللہ چلی کا انتخاب کیا۔

علامہ عبداللہ چلی رحمہ اللہ شاہ جہان کے دور حکومت میں ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں اقامت گزین ہوئے آپ عربی، ترکی اور فارسی زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور ان کی مروجہ اصطلاحات سے پوری طرح واقف تھے۔ فقہ اور اصول فقہ میں ان کو مکمل مہارت تھی۔ عالمگیر رحمہ اللہ کے حکم پر آپ نے فتاویٰ ہندیہ کا فارسی میں ترجمہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔

فارسی ترجمہ: 2 فتاویٰ عالمگیری کے دوسرے فارسی مترجم قاضی القضاۃ نجم الدین کاکوروی رحمہ اللہ (1229ھ) ہیں۔ آپ 1157ھ کو پیدا ہوئے۔ مختلف شیوخ سے علوم و فنون حاصل کرنے کے بعد 25 سال تک قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز رہے۔ علامہ کاکوروی رحمہ اللہ متعدد کتابوں کے مصنف تھے، فتاویٰ عالمگیری کے بعض اجزاء کا فارسی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت آپ کو نصیب ہوئی۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس حوالے سے جو عبارت تحریر فرمائی وہ یہ ہے۔ ”لہ مصنفات منها شرح بسیط بالفارسی علی کتاب الجنایات من الفتاویٰ الہندیۃ“

[نزہۃ الخواطر ج 7 ص 546 رقم الترجمہ 941]

کہ علامہ کاکوروی رحمہ اللہ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ جن میں فتاویٰ عالمگیری کی کتاب الجنایات پر فارسی زبان میں ایک بسیط اور مفصل شرح ہے۔

اردو ترجمہ: ہندوستان کے نامور قانون دان سید امیر علی نے فتاویٰ عالمگیری کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔

قارئین کرام! مترجم مرحوم مسلکاً غیر مقلد [اہل حدیث] تھے فقہ و فقہاء سے حسن عقیدت نہ رکھتے تھے مگر فتاویٰ عالمگیری کی فقہی اہمیت اور بے پناہ مقبولیت سے متاثر ہو کر انہوں نے اس کا اردو ترجمہ کرنا اپنے لیے باعث فخر و سعادت سمجھا۔ یہ الگ بات ہے کہ مترجم مرحوم بعض مقامات پر فقہ سے تعصب کو چھپانہ سکے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ مترجم کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور مغفرت فرمائے۔

آبقیہ نماز اہل السنۃ والجماعت آ

13: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلُوْثُ ثَلَاثٌ كَثَلَاثُ الْمَغْرِبِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی ج 5 ص 232 رقم الحديث 7170

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وتر کی تین رکعتیں ہیں جس طرح مغرب کی تین رکعتیں ہیں۔“

14: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَثُرُ اللَّيْلِ كَوُثُرِ النَّهَارِ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ ثَلَاثًا۔

مجمع الزوائد للهيثمی ج 2 ص 503 باب عدد الوتر، رقم الحديث 3455

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رات کے وتر دن کے وتر یعنی نماز مغرب کی طرح تین رکعت ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کی محبت

ترتیب و عنوانات: مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ

7 مارچ 2013ء بروز جمعرات حضرت الشیخ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے خانقاہ اشرفیہ اختر یہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا میں منعقدہ ماہانہ مجلس ذکر سے خطاب فرمایا، جس میں ”اللہ تعالیٰ کی محبت“ کے عنوان پر پُر اثر گفتگو فرمائی۔ اس بیان کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

الحمد لله فحمدہ ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله. اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم: وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ

[البقرة: 165]

وقال النبي صلى الله عليه وسلم اللهم إني أسألك حبك وحب من يحبك والعمل الذي يبلغني حبك

[سنن الترمذی باب رقم: 3490]

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

تیری نعمتیں بے شمار:

اللہ رب العزت نے دنیا میں جس قدر چیزیں پیدا فرمائی ہیں یہ تمام چیزیں

انسان کے نفع کے حاصل کرنے کے لیے پیدا فرمائی ہیں بجز چند ایک چیزوں کے، اور جن چیزوں سے انسان کے لیے نفع حاصل کرنا دنیا و آخرت میں نقصان دہ ہے اللہ رب العزت نے ان کی نشاندہی کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ نبی اللہ سے پوچھتا ہے امت کو بتاتا ہے کہ یہ یہ چیزیں تمہارے لیے نقصان دہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اور فقہاء نے لکھا ہے کہ جس قدر چیزیں اللہ رب العزت نے پیدا فرمائی ہیں ان تمام میں اصل قاعدہ اور ضابطہ حلت، اباحت اور جواز کا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا [الاعراف: ۳۱]

تم کھاؤ پیو۔

مفتی اعظم مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ معارف القرآن میں اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے یہ تو فرمایا کہ کھاؤ اور پیو، یہ نہیں فرمایا کہ کیا کھاؤ کیا پیو؟ ماکولات و مشروبات کا ذکر نہیں فرمایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے اجازت ہے کہ تم جو چاہو کھاؤ پیو، ہاں البتہ جو تمہارے لیے کھانا پینا حرام اور ناجائز ہیں وہ چیزیں اپنے پیغمبر کے ذریعے ہم نے بتادی ہیں، وہ نہ کھاؤ۔ باقی تمام چیزیں کھاؤ۔ [معارف القرآن: ج ۳ ص ۵۴۵]

خدائی پابندیاں:

دنیا میں جو چیزیں انسان کے لیے جائز ہیں وہ تو گئی ہی نہیں جاسکتیں اور جن کا استعمال کرنا حرام ہے وہ گئی جاسکتی ہیں۔ چند ایک چیزیں ہیں باقی تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے اباحت اور جواز رکھا ہے۔ اللہ رب العزت نے اجازت دی ہے تمہاری والدہ ہے اس کو دیکھو، صرف دیکھنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ اس کو عقیدت سے دیکھو گے تو

اللہ عمرے سے زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں۔ دیکھو اجر بھی ہے۔ اپنی بیٹی ہے اس کو دیکھو، بہن ہے اس کو دیکھو، اب کتنے رشتے عورت کے موجود ہیں جو اللہ نے مرد کے لیے دیکھنا حلال فرمادیئے ہیں اور تمہارے لیے حلال ہیں وہ تمہیں بتادیئے ہیں اور جو حرام ہیں وہ بھی تمہیں بتادیئے ہیں۔

کام نہ کرو پھر بھی اجرت:

اور پھر اللہ کا نظام اور اللہ کا قانون کتنا عجیب ہے کہ دنیا میں اگر کوئی آدمی کام کرے اس کام کرنے پر اجرت ملتی ہے، اگر کام نہ کرے اس پر اجرت نہیں ملتی۔ اللہ کا نظام ایسا ہے کہ بعض کام نہ کرنے پر اجرت ملتی ہے۔ یعنی حکم ہے کہ نامحرم عورت کو نہ دیکھو! تو جس طرح والدہ کو دیکھنے پر اجر ہے اسی طرح نامحرم کو نہ دیکھنے پر اجر ہے اور کتنا اجر ہے آپ اس کا اندازہ فرمائیں۔

نظر شیطان کا زہریلا تیر:

حدیث میں ہے صرف ایک حدیث پیش کرتا ہوں حدیث قدسی ہے اور حدیث قدسی کہتے ہیں: ھو الکلام الذی یبئنیہ النبی بلفظہ وینسبہ الی ربہ، حدیث قدسی وہ حدیث ہے کہ جسے نبی اپنے لفظوں میں بیان کرتا ہے اور نسبت اپنے رب کی طرف کرتا ہے کہ میرے رب نے یہ فرمایا ہے۔ تو حدیث قدسی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق جل مجدہ فرماتا ہے:

إن النظر سهم من سهام إبليس مسموم

[کنز العمال فی سنن الاقوال رقم: 13068]

نظر شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔

جس طرح ایک تیر کو زہر میں بھگو کر مارا جائے۔ اب بتاؤ کتنا خطرناک ہو گا وہ تیر۔ ویسے تیر ماریں آدمی کی ٹانگ پہ لگے، بازو پہ لگے، سر پہ لگے، آدمی قتل نہ ہو تو بیچ جاتا ہے لیکن تیر اگر زہر میں بھگو کر مارا گیا ہو تو اگر وہ آدمی کے ساتھ ٹپچ ہو کر بھی گزر جائے تو آدمی بیچ نہیں سکتا کیونکہ وہ آدمی اب تیر کی وجہ سے نہیں بلکہ زہر کی وجہ سے مرے گا۔ تو اللہ رب العزت نے فرمایا: **إِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِنْ سَهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٍ**، کہ نظر شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک ہے۔ من تر کھا مخافتی جو اس زہریلے تیر کو روک لیتا ہے۔ مثلاً سامنے نا محرم عورت آئے اور یہ بندہ نہ دیکھے تو عجیب جملہ ارشاد فرمایا: **أَبْدَلْتَهُ إِيمَانًا يَجِدُ حِلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ** میں اس کو ایسا ایمان عطا فرماؤں گا کہ جس ایمان کی حلاوت بندہ خود اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

یہ سمجھائی نہیں جاتی:

بعض اوقات بندے کو لذت آتی ہے تو بندہ خود محسوس کرتا ہے اور لذت ایسی ہوتی ہے کہ بندہ زبان سے بتا نہیں سکتا۔ جیسے امام قرآن پڑھے مقتدی اسے سنے اور لذت محسوس کرے، اب بتاؤ مقتدی وہ لذت کسی کو بتا سکتا ہے؟ یہ تو کہتا ہے کہ مجھے بہت مزہ آیا ہے لیکن یہ سمجھنا اس کے بس کی بات نہیں۔ اللہ ایسے ایمانی لذت عطا فرماتے ہیں کہ بندہ اسے دل میں محسوس کرتا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے بڑا عجیب نکتہ لکھا ہے کہ سامنے ایک نا محرم عورت آئی اور آپ نے نظر کو ہٹا لیا۔ تو آنکھ لذت محسوس کرے گی یا دل محسوس کرے گا؟ [آنکھ۔ سامعین] حدیث میں ہے اللہ اس کو ایسا ایمان عطا فرمائیں گے کہ دل لذت محسوس کرے گا۔ ابن قیم فرماتے ہیں قربانی آنکھ نے دی ہے دل کیوں لذت محسوس

کرتا ہے؟ اس کا بڑا زبردست جواب دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب نامحرم عورت سامنے آتی ہے تو دل کرتا ہے کہ دیکھوں، لیکن جب آنکھ ہٹالی جاتی ہے تو چونکہ تکلیف دل کو ہوتی ہے اس لیے ایمانی لذت بھی دل ہی کو محسوس ہوگی۔ تو چونکہ مشقت دل نے اٹھائی ہے تو اللہ اس کی لذت بھی دل کو ہی عطا فرمائیں گے۔ اصل قربانی دل نے دی ہے یا آنکھ نے؟ [دل نے۔ سامعین] دل کر رہا ہے کہ دیکھوں لیکن آنکھ بند ہوگئی، دکھ دل کو ہوگا۔ تو اصل لذت دل کو محسوس ہوتی ہے۔ آنکھ جو چیزیں دیکھتی ہے اسے بصارت کہتے ہیں، اور جس کو دل محسوس کرتا ہے اسے بصیرت کہتے ہیں۔ ایک بصیرت ہے ایک بصارت، بصیرت دل کی روشنی کا نام ہے اور بصارت آنکھ کی روشنی کا نام ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ ہمیں بصارت بھی عطا فرمائے اور بصیرت بھی عطا فرمائے۔ اس پر ایک چھوٹی سی بات کہتا ہوں۔

روحانی و جسمانی معالج:

دنیا میں ایک ڈاکٹر اور ایک حکیم ہوتا ہے، اور دنیا میں ایک نبی اور رسول ہوتا ہے۔ نبی اور رسول کے ذمہ بصارت والا کام نہیں ہوتا اس لیے انبیاء کے جو وارث ہیں علماء، مشائخ اور پیر و مرشدان کے ذمہ بصیرت والا کام ہے۔ یہ آنکھ کا علاج نہیں کریں گے یہ دل کا علاج کریں گے اور یاد رکھیں مرشد کا علاج ڈاکٹر کے علاج سے بہت مشکل ہے۔ کیوں؟ کیونکہ ڈاکٹر جس آنکھ کو دیکھتا ہے وہ نظر آتی ہے اور مرشد جس دل کو دیکھتا وہ نظر نہیں آتا، تو نظر آنے والی چیز کا علاج آسان ہے اور نظر نہ آنے والی چیز کا علاج مشکل ہے۔ اس لیے پیر و مرشد کا کام مشکل ہوتا ہے لیکن ڈاکٹر سے شفا جلدی ملتی ہے اور پیر سے شفا جلدی نہیں ملتی۔ کیونکہ لوگ ڈاکٹر سے علاج کراتے ہیں اور

ڈاکٹر جس چیز سے منع کرتے ہیں اس کی پابندی بھی کرتے ہیں تو آنکھ ٹھیک ہو جاتی ہے اور جو علاج پیر بتاتا ہے اس کی پابندی نہیں کی جاتی۔ جب فائدہ نہیں ہوتا تو پھر کہتے ہیں کہ ہمارا پیر ناقص ہے، ہمارا پیر کمزور ہے۔ اب بتائیے کہ اپنے ابا جی کو ہسپتال میں ڈاکٹر کے پاس لے کر جائے اور ابا جی کی آنکھ میں موتیا اتر آئے، ڈاکٹر آپریشن کرے اور بعد میں سبز پٹی اور آنکھ پر باندھ دے اور کالا چشمہ بھی دے دے اور کہے کہ دیکھو! تم نے سبز پٹی بھی باندھنی ہے اور کالا چشمہ بھی لگانا ہے دھوپ سے بچنے کے لیے، تو ڈاکٹر کی بات مانتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ڈاکٹر کے پاس جائے اور سبز پٹی بھی نہ باندھے اور کالا چشمہ بھی نہ لگایا تو بتاؤ موتیا ٹھیک ہو گیا اور اتر آئے گا۔ اب ڈاکٹر پر اعتماد کیا تو ابو جی کی آنکھ ٹھیک ہو گئی اور شیخ کے پاس گئے اور شیخ نے علاج بتایا کہ نامحرم عورت کو نہیں دیکھنا اور اس کے باوجود نامحرم عورت کو دیکھ رہے ہیں، بتاؤ دل کا علاج کیسے ہو گا؟ ڈاکٹر کو ظالم کوئی نہیں کہتا۔ ڈاکٹر نے پابندیاں لگائیں کہ حلال کو بھی نہ دیکھو حرام کو بھی نہ دیکھو اور شیخ فرماتے ہیں کہ حلال کو دیکھو حرام کو نہ دیکھو، اب بتاؤ کہ پابندیاں علماء کی زیادہ ہیں یا ڈاکٹر کی؟ [ڈاکٹر کی۔ سامعین] اب اس کی بات نہیں مانتے تو یہ آنکھ ٹھیک نہیں ہوگی مرشد کی بات نہیں مانو گے تو دل ٹھیک نہیں ہو گا۔

متقی بننے کا نسخہ:

ہمارے شیخ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

[التوبہ: 119]

اے ایمان والو! متقی بنو، گناہوں سے بچو، اور آگے فرمایا: وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ، اگر

مفتی بننا ہے تو صادقین کے ساتھ رہو اور کتنا رہو؟ مفتی بغداد علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں:

خالطوہم لتکونوا مثلہم [روح المعانی: ج ۱۱ ص ۵۶]

کہ اتنا ان کے ساتھ رہو کہ آپ ان کی طرح بن جاؤ، آپ مریض کو ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہو، ڈاکٹر کہتا ہے: اس کو ہسپتال میں داخل کرو، لے کے آتے ہو یا وہیں داخل کراتے ہو؟ [داخل کراتے ہیں۔ سامعین] اور اگر شیخ مرید کو کہے کہ دودن یہی ٹھہر جاؤ تو کہتا ہے کہ بہت کام ہے، میں نے تو بازار جانا ہے، کالج جانا ہے، میں تو فارغ نہیں ہوں۔ آپ مولوی لوگ فارغ ہو اور ڈاکٹر کو کہتے ہیں: ڈاکٹر صاحب! اب فوراً علاج شروع کریں، ہم ابھی انتظام کرتے ہیں۔ اب بتاؤ! ڈاکٹر نے پابندی لگائی، روک لیا، سب کے لیے تیار ہیں اور اگر یہاں شیخ نے یہ بات کہی تو کہتے ہیں کہ شیخ سخت دل ہیں، بہت سخت ہیں، بہت سخت ہیں، ایسے پیر سے مرید نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ انسان کے استعمال کے لیے ہیں اور جو چیزیں استعمال کی نہیں ہیں وہ اللہ کریم نے ہمیں بتادی ہیں کہ ان سے بچو۔ دنیا میں آدمی کوئی چیز تب استعمال کرتا ہے کہ اس میں نفع نظر آئے، اگر نفع نہ ہو تو عقلمند آدمی کبھی اس کو استعمال نہیں کرتا۔ دنیا کی چیزیں انسان کی طبیعت مرغوبہ ہیں تب ہی ان کو استعمال کرتا ہے۔ طبیعت چاہتی ہے کہ میں لسی پی لوں، طبیعت چاہتی ہے کہ دودھ پی لوں، طبیعت چاہتی ہے کہ چائے پی لوں تب وہ پیتا ہے۔ اللہ پاک کا نظام دیکھیے! اللہ یہ نہیں فرماتا کہ تم اپنے مال سے محبت نہ کرو، تم

اپنے گھر والوں سے پیار نہ کرو، تم اپنی اولاد سے محبت نہ کرو بلکہ عجیب بات ہے کہ آپ اگر قرآن کریم کی تلاوت کریں تو اللہ نے مال کو خیر فرمایا ہے:

وَأِنَّهُ لَحَبِيبُ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ

[العادیات: 8]

انسان اس خیر یعنی مال کے ساتھ محبت میں سخت ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ

[البقرہ: 180]

اگر یہ مال چھوڑ کر گیا ہے تو پھر اس کے لیے ضروری ہے کہ وصیت کرے کہ فلاں کو اتنا دینا، فلاں کو اتنا دینا۔ تو اللہ نے مال کو خیر فرمایا ہے اگر حلال طریقے سے کمایا جائے اور حلال جگہ میں استعمال کیا جائے تو مال خیر ہی خیر ہے۔ یہ کوئی شرکی بات نہیں ہے، غلط استعمال ہو تو شر ہے، صحیح استعمال ہو تو خیر ہے۔ آپ حضرات اس مسجد میں بیٹھے ہیں یہ مسجد خوبصورت ہو تو مزہ آتا ہے کہ نہیں؟ قالین عمدہ ہو تو لطف آتا ہے کہ نہیں؟ یہ مال سے آئے ہیں تو بتاؤ یہ مال خیر ہے یا شر؟ [خیر۔ سامعین] ہم کہتے ہیں کہ ان کے لیے دعا کرو جن کے مال کی برکت سے ہم سب نفع اٹھاتے ہیں۔

اس کھٹ کھٹ سے مدرسے چلتے ہیں:

میں فیصل آباد ایک جگہ گیا۔ وہاں مولانا محمد نواز صاحب ہمارے اتحاد کے ذمہ دار ہیں، میں ان کے محلے میں گیا تو وہاں کھڑیاں بہت لگی تھیں کپڑا بننے والی، کھٹ کھٹ چل رہی تھیں تو میں نے ان سے مذاکھا کہ مولانا اس کھٹ کھٹ نے تم کو تباہ کر دیا ہے۔ وہ فرمانے لگے: اس کھٹ کھٹ سے پورے فیصل آباد کے مدارس چلتے ہیں۔ تو اللہ ہمارے اموال کو بھی خیر کا ذریعہ بنائے۔

یہ محبت کا تقاضا ہے:

تو میں آپ حضرات کو بتا رہا تھا کہ اولاد سے محبت کرنا منع نہیں ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ ایک اعرابی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ نبی علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے نواسے تھے حسن یا حسین رضی اللہ عنہما، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا۔ اس اعرابی نے کہا: میرے تو دس بیٹے ہیں میں نے کبھی ان کو نہیں چوما، نبی علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے دل میں اگر خدا نے سختی رکھی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟! اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کو چوم لینا محبت کا تقاضا ہے، شریعت نے منع تو نہیں کیا۔ اللہ نے اولاد کے ساتھ محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے منع نہیں کیا۔ اولاد سے محبت کرے یہ جائز ہے، مال سے محبت کرے یہ جائز ہے، بیوی سے محبت کرے یہ جائز ہے، خاندان سے محبت کرے یہ جائز ہے لیکن اللہ کیا فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ [البقرہ: 165]

مال سے محبت ہونی چاہیے لیکن مجھ سے کم ہونی چاہیے، بیوی سے محبت ہو لیکن اللہ سے کم ہو، بیٹے سے محبت ہو لیکن اللہ سے کم ہو، ایک طرف بیٹے کا حکم آجائے اور دوسری طرف اللہ کا حکم ہو تو اللہ کی محبت غالب آجائے تو یہ مال و خاندان کی محبت نقصان دہ نہیں ہے، پھر اس محبت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مال ہے تو بہت اچھی بات ہے ایک طرف مال ہے ایک طرف حکم خداوندی آگیا تو حکم خداوندی کو غالب کر دو، پھر کوئی حرج نہیں، قرآن میں جب مال کی باری آئی تو اللہ نے فرمایا: وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ، اور جب اپنی محبت کی باری آئی تو فرمایا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ، تو مال کی محبت کے بارے میں ”شدید“ اور اپنی محبت کے بارے میں ”اشد“ فرمایا۔ ”شدید“ کا معنی

ہے کہ سخت اور ”اشد“ کا معنی سب سے زیادہ سخت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن سے چاہو محبت کرو و شریعت منع نہیں کرتی لیکن سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی ہے اور بڑی عجیب دعا مانگی ہے فرمایا: اللھم اجعل حبک أحب إلی من نفسی وأھلی والباء البارد،

[جامع الترمذی رقم 3490]

اے اللہ! جتنا میں اپنی جان سے پیار کرتا ہوں میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں اپنی ذات کی محبت میرے دل میں اس سے بھی زیادہ ڈال دے اور جتنا مجھے گھر والوں سے پیار ہے اس سے زیادہ مجھے اپنی محبت عطا فرما۔

آگے ایک عجیب ارشاد فرمایا، یہ ابھی سمجھ میں نہیں آئے گا دو مہینے بعد زیادہ سمجھ میں آئے گا جب گرمیاں زوروں پر ہوں گی، فرمایا: والباء البارد، جس طرح گرمی میں ٹھنڈے پانی سے پیار ہوتا ہے اس سے زیادہ مجھے اپنی محبت عطا فرما۔

بارد اور مبرد میں فرق:

ایک ہوتا ہے بارد اور ایک ہوتا ہے مبرد۔ بارد وہ پانی جو خود بخود ٹھنڈا ہو، اسے فریج کے ذریعے یا برف ڈال کر ٹھنڈا نہ کیا گیا ہو اور مبرد وہ پانی ہے جس کو فریج میں یا برف ڈال کر ٹھنڈا کیا گیا ہو۔ نبی علیہ السلام کو ماء بارد یعنی وہ پانی جو طبعاً ٹھنڈا ہو بہت مرغوب تھا۔ فطری ٹھنڈا پانی اللہ کے نبی کو بہت پسند تھا۔ جس کو ٹھنڈا کیا گیا ہو وہ اس حدیث میں شامل نہیں۔ از خود ٹھنڈا صحت کے لیے مفید ہوتا ہے اور جس ٹھنڈا کیا گیا ہو وہ بسا اوقات صحت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے نبی علیہ السلام ایسی چیزیں پسند فرماتے جو صحت کے لیے مفید ہوں۔

خیر میں بات سمجھا رہا تھا اصل چیز اللہ کی ذات ہے، دنیا میں جتنی چیزیں ہیں

وہ ختم ہونے والی ہیں مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ، [النحل: 96]

جو تمہارے پاس اللہ نے نعمتیں دی ہیں یہ مٹ جائیں گی اور جو اللہ کے پاس ہیں وہ باقی ہیں۔ انسان کو شش کرے اللہ کے لیے اپنا مال خرچ کرے، اللہ کی ذات کے لیے وقت لگا لے اور آدمی یہ دعا کرے کہ میں نے جو پچھلے گناہ کیے ہیں اے اللہ! اپنے فضل سے معاف فرمادے اور اے اللہ ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ آئندہ گناہ کر کے تیری ذات کو کبھی بھی ناراض نہیں کریں گے۔ نیت کرنا، ارادہ کرنا اور گناہوں سے بچنا بھی انسان کے اختیار میں ہے۔ اگر گناہوں سے بچنا انسان کے اختیار میں نہ ہوتا تو اللہ گناہوں سے بچنے کا حکم ہی نہ دیتے۔ اللہ اس کام کا کبھی بندے کو حکم نہیں دیتے جو بندے کے اختیار میں نہ ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

میں نے جو حدیث مبارک پڑھی ہے اس کا ترجمہ سن لیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی ہے، غور کریں: اللھم انی اَسْأَلُکَ حُبَّکَ، اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں وحب من یحبک، اس کی محبت تجھ سے مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ والعامل الذی یبلغنی حبک اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو تیری محبت تک پہنچا دے۔ تو نبی علیہ السلام نے تین دعائیں مانگی ہیں:

- 1: اے اللہ! میں تیری محبت تجھ سے مانگتا ہوں۔
- 2: اے اللہ میں تیرے اولیاء کی محبت تجھ سے مانگتا ہوں۔
- 3: اے اللہ ان اعمال کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچائیں۔

حضرت شیخ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے یہ دعائیں تو مانگی ہیں لیکن طرز بڑا عجیب اختیار کیا ہے۔ 1: اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ 2: اے اللہ تجھ سے تیری اولیاء کی محبت مانگتا ہوں۔ 3: اے اللہ ان اعمال کی محبت مانگتا ہوں جو مجھ کو تیری محبت تک پہنچادیں۔

اس سے پتہ چلا کہ اصل چیز اللہ کی محبت ہے اور اللہ کی محبت تک پہنچانے والی چیز اعمال صالحہ ہیں۔ بندہ نیک عمل کرے تو اللہ کے قریب ہو جاتا ہے اور برے اعمال کرے تو اللہ سے دور ہو جاتا ہے اور اس کی مثال بڑی عجیب فرمائی کہ مومن کی مثال ایسی ہے کہ جیسے مچھلی پانی میں خوش ہوتی ہے تو مومن اللہ کی یاد میں خوش ہوتا ہے۔

جنت کی ضمانت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گنا ہوں کا بطور خاص تذکرہ فرمایا کہ جو ان سے بچ جائے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ضامن اور کون ہو سکتا ہے؟ فرمایا:

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ يَدَيَّهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ،

[بخاری باب حِفْظِ اللِّسَانِ]

جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دے، ایک زبان کی جو دو جہڑوں کے درمیان ہے اور دوسرا شر مگاہ کی جو دو رانوں کے درمیان ہے تو میں محمد اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اللہ ہماری زبان کی بھی حفاظت فرمائے، اللہ ہماری شر مگاہ کی بھی حفاظت فرمائے ان دو

باتوں کی حفاظت مانگنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص طریقہ ہے اور ہمیں یہ مانگتے رہنا چاہیے۔

خلاصہ کلام:

خیر میں بتا رہا تھا کہ اصل چیز کیا ہے؟ اللہ کی محبت۔ نیک اعمال سے بندہ اللہ کے قریب ہو جاتا ہے اور برے اعمال سے اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ درمیان میں جملہ ارشاد فرمایا اے اللہ مجھے اپنے بندوں کی محبت عطا فرما۔ حضرت حکیم صاحب فرماتے ہیں یہ جملہ درمیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمایا؟ اصل مطلوب اللہ کی محبت ہے اور یہ اعمال صالحہ سے ملتی ہے اور اعمال صالح ملتے ہیں شیخ اور ولی کی صحبت سے۔

خانقاہوں کا مقصد:

حضرت فرماتے ہیں کہ لوگ خانقاہیں بناتے ہیں کہ لوگ اللہ سے محبت کرے، اللہ سے تو لوگ ویسے بھی محبت کرتے ہیں۔ خانقاہوں کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اللہ سے زیادہ محبت کریں، محبت تو ہر مومن کرتا ہے۔ بیعت کا مقصد ہوتا ہے کہ اللہ سے زیادہ محبت ہو، اگر بیعت کرنے کے بعد اعمال صالحہ میں زیادتی ہو اور برے کاموں سے دوری ہو تو سمجھو ہمیں بیعت کا نفع ہوا ہے۔ اور اگر فرق نہ پڑے تو آدمی کا سوچنا چاہیے کہ شاید مجھے نفع نہیں ہوا، شیخ کو بدل لینا چاہیے۔ اللہ مجھے اور آپ سب کو اپنی محبت خاصہ اور عامہ عطا فرمائے اور اللہ ہمارے قلوب میں اولیاء اللہ کی عظمت بھی ڈال دے۔ آمین

چھینکنے والے کو کیسے جواب دیا جائے

مولانا محمد ابو بکر اکاڑوی حفظہ اللہ

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَلْيَقُلِ الَّذِي يَرُدُّ عَلَيْهِ يَزِيحُكَ اللَّهُ وَلْيَقُلِ هُوَ يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ [جامع الترمذی: 2741]

ترجمہ:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص چھینکے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہے اور جو جواب دینا چاہے وہ یَزِيحُكَ اللَّهُ کہے تو پہلا شخص یَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے۔

تشریح:

شریعت اسلامیہ نے انسانیت کی قدم بقدم رہنمائی کی ہے۔ چھینک آئے تو اس موقع پر کیا کرنا چاہیے اور سننے والے کو کیا جواب دینا چاہیے؟ اس بات کی رہنمائی درج بالا حدیث مبارک میں موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ جو لوگ چھینک والے کے پاس ہوں تو وہ ”یَزِيحُكَ اللَّهُ“ کہیں کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے اور چھینکنے والا ان لوگوں کو ”یَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ“ کہہ کر جواب دے کہ اللہ آپ کو ہدایت پر قائم فرمائے اور آپ کے احوال کو درست فرمائے۔ اس دعا میں ہمیں اس بات کا درس ملتا ہے کہ مسلمانوں میں ہر حال میں ایک دوسرے کی خیر خواہی کا جذبہ ہونا چاہیے۔

سالانہ اجتماع 2013

مولانا محمد نوید حنیف حفظہ اللہ

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر اہتمام پانچواں سالانہ اجتماع 3 مارچ بروز اتوار مرکز اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا منعقد ہوا۔ اجتماع کے لیے پنڈال کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ پنڈال میں تقریباً 2000 نشستیں مختص تھیں۔ اجتماع میں مہمانوں کی آمد 2 مارچ شام سے ہی شروع ہو گئی تھی جو تین مارچ تک جاری رہی۔ ملک کے چاروں صوبوں، گلگت، بلتستان اور آزاد کشمیر وغیرہ سے کثیر تعداد میں علماء کرام اور عوام الناس نے شرکت کی۔ اجتماع کا نظم و ضبط قابل داد تھا۔ شرکاء نے مکمل دل جمعی سے پورا پروگرام سماعت فرمایا کسی قسم کی نعرہ بازی سے مکمل پرہیز کیا گیا۔ یہ پروگرام انٹرنیٹ پر بھی براہ راست نشر کیا گیا۔ پنڈال کی وسعت 2000 کرسیوں کے باوجود اپنی تنگ دامنی کا گلہ کر رہی تھی۔

اجتماع کی پہلی نشست کا آغاز قاری محمد صفی اللہ کی تلاوت سے ہوا۔ اجتماع کی پہلی نشست کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض مرکز کے استاد مفتی محمد رضوان عزیز نے سر انجام دیئے۔ تلاوت کے بعد ملک کے مشہور نعت خواں قاری فاروق معاویہ نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ بعد ازاں مرکز کے متخصصین نے عربی، اردو، انگریزی، فارسی، پشتو، سندھی اور گلگتی زبان میں مختلف موضوعات پر بیانات کئے۔ اس کے بعد مولانا عبد القدوس صاحب نے قیام پاکستان میں علماء دیوبند کے کردار پر بہت احسن انداز میں گفتگو فرمائی۔ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پنجاب کے امیر مولانا عبد اللہ

عابد صاحب نے نام نہاد اہل حدیثوں کا مکہ، مدینہ والوں سے اختلافات کو بیان کیا۔ مولانا ابوالیوب قادری صاحب نے نہایت مختصر وقت میں عقیدہ کی اہمیت پر جامع بیان کیا۔ اس کے بعد مفتی عبدالواحد قریشی نے مسئلہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا۔ پہلی نشست کے آخر میں مرکز کے استاد مفتی شبیر احمد حنفی صاحب نے مرکز میں ہونے والی سرگرمیوں اور متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ کی کتابوں کا تعارف کروایا، اس کے ساتھ ہی پہلی نشست کا اختتام ہوا۔

دوسری نشست کا آغاز حضرت متکلم اسلام حفظہ اللہ کے صاحبزادہ قاری محمد عبداللہ گھمن کی تلاوت سے ہوا۔ دوسری نشست میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالشکور حقانی صاحب نے سرانجام دیے۔ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پنجاب کے نائب امیر مولانا شفیق الرحمن صاحب نے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی پالیسیوں اور اکابرین کے ساتھ نسبت کو مختصر وقت میں نہایت ہی احسن طریقے سے بیان کیا۔ اس کے بعد ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے فتنوں کے تعاقب کی اہمیت اور اکابرین کے طرزِ عمل کو بیان کیا، ساتھ ساتھ سالانہ اجتماع کے انعقاد کا مقصد اور مستقبل کے لائحہ عمل کو بیان کیا۔ آخر میں امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ مولانا منیر احمد منور صاحب سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔ سب سے پہلے انہوں نے اتنے عظیم الشان اور کامیاب اجتماع کے انعقاد پر متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کو مبارکباد پیش کی۔ اس کے بعد ”قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے فقہ کی کیا ضرورت ہے؟“ کے عنوان پر نہایت ہی مدلل گفتگو کی۔ دعا کے لیے یاد گار اسلاف حضرت مولانا قاضی ارشد الحسنی صاحب کو مدعو کیا گیا۔ حضرت نے دعا سے

پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ آج کے اس اجتماع کو دیکھ کر مجھے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا وہ قول یاد آتا ہے جو انہوں نے مولانا محمد الیاس دہلوی بانی تبلیغی جماعت کی محنت دیکھ کر فرمایا تھا: ”الیاس نے یاس کو آس میں بدل دیا ہے“، میں بھی آج مولانا الیاس گھسن کی محنت کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ الیاس، یاس کو آس میں بدل کر خدا کے ہاں پاس ہو گیا ہے۔“ اس کے بعد دعا فرمائی اور اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

وفیات

- مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے سال چہارم کے مختص مولانا عبد المجید تونسوی کے والد ماجد انتقال کر گئے۔
- مدیر اعلیٰ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ اور احناف میڈیا کی پوری ٹیم دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

لوح ایام

22 فروری: جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم مفتی محمد زاہد حفظہ اللہ مرکز تشریف لائے، متخصصین کو عملی میدان میں کام کرنے کے حوالے سے خصوصی گفتگو فرمائی۔
9 مارچ: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ ایک ہفتہ کے لیے دورہ جنوبی پنجاب پر روانہ ہوئے۔

18 مارچ: مدرسۃ الحسنین فیصل آباد کے شیخ الحدیث شیخ رمزی حفظہ اللہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا تشریف لائے اور بعد نماز مغرب متخصصین سے خطاب فرمایا۔
متخصصین کو ان کے مقام اور بحیثیت عالم اپنی ذمہ داری سے روشناس کرایا۔

19 مارچ: انڈیا کے قصبہ ”دیوبند“ سے مولانا مفتی شوکت صاحب مرکز تشریف لائے، رات قیام کیا اور علی الصبح عازم سفر ہوئے۔

22 مارچ: متکلم اسلام حفظہ اللہ چار روزہ دعوتی دورہ کے لیے خیبر پختونخواہ روانہ ہوئے۔
نوٹ: حضرت کا دورہ جنوبی پنجاب اور خیبر پختونخواہ کی تفصیلی رپورٹ اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

مواعظ متکلم اسلام..... ایک تعارف

مولانا محمد کلیم اللہ

عورت؛ اس معاشرے کا اہم حصہ ہے اپنی ذات کے لحاظ سے ”صنفِ نازک“ کہلاتی ہے جس طرح مرد کے لیے اصلاح عقائد اور اصلاح اعمال و احوال ضروری ہیں اسی طرح عورت کے لیے بھی یہ بات ناگزیر ہے۔ مرد کے حصولِ علم اور اصلاح عقائد و اعمال کے لیے گھر سے باہر وسیع دنیا ہے: مسجد، مکتب، خانقاہ، اصلاحی مجالس، دینی محافل اہل دل اولیاء اللہ کی صحبتیں الغرض تمام اسباب تک اس کی با آسانی رسائی ہے۔

جبکہ شریعتِ اسلامیہ کے فطری قوانین کے مطابق عورت کو ”خاتونِ خانہ“ کہا جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس کو تحصیلِ علم اور اصلاح اعمال و احوال کے لیے مرد کی طرح مواقع میسر نہیں ہیں اور نہ ہی اس کو مرد کی طرح اس کی ”کھلی چھٹی“ دی جاسکتی ہے۔ ہاں چند شرائط و قیود کے ساتھ عزت و حرمت کی پاسداری بجالاتے ہوئے حصولِ علم کی بامرِ مجبوری ”گنجائش“ ہے۔ اگر گنجائش کو اسی کے درجے میں رکھا جائے اور شرائط و قیود شرعیہ کی رعایت رکھ کر عورت کو علوم سے آگاہی کرائی جائے تو بالکل ”بجا“ ہے اور ضروری بھی ہے۔ لیکن کیا کیا جائے؟

متحدہ برصغیر میں ہم پاکستانی مسلمان ایک عرصے تک ہندوؤں کے ساتھ رہے ہیں اس لیے ان کے اور ہمارے سماجی مسائل، طور طریقے، رہن سہن، معاشرتی رویے اور عادات و اطوار کم و بیش ملتے جلتے ہیں۔ بالخصوص آج کے دور میں مغرب

کے افکار؛ اذہان و قلوبِ مسلم پر سایہ فگن ہیں عقائد اسلامیہ میں بگاڑ سے لے کر اعمال و احوال کی زبوں حالی تک جہاں مرد بے راہ روی کا شکار ہیں وہیں عورتیں بھی ان کے ساتھ بلکہ یوں کہیے کہ دو قدم آگے کھڑی ہیں یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جب تک ماں کی گود کو ”صدف“ نہیں بنایا جاتا اس وقت تک وہاں سے ”گوہر“ حاصل کرنے کی خواہش بے معنی اور مہمل ہے۔

اس ضرورت کو مدِ نظر رکھ کر حضرت الاستاذ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نفعنا اللہ بعلمہ کی سرپرستی میں ایک ادارے..... مرکز اصلاح النساء..... کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کا اولین مقصد ”خاتونِ خانہ“ کو اسلامی عقائد اور اصلاحِ اعمال و احوال کا سہل راستہ فراہم کرنا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے عملاً مرکز اصلاح النساء میں تعلیم و تزکیہ کا اجراء کر دیا گیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب موعظ متکلم اسلام حضرت الاستاذ کے ایسے دروس و بیانات کا پہلا مجموعہ ہے جو خاص طور پر خواتین اسلام کو مختلف مقامات پر بغرض اصلاح ارشاد فرمائے گئے۔ مشمولات و عنوانات درج ذیل ہیں:

1. دین کی اہمیت
2. معراج کب اور کیسے ہوا؟
3. پردے کی اہمیت و ضرورت
4. تحصیلِ علم کا 6 نکاتی فارمولہ
5. منافقین کی نشانیاں
6. استقامت اور عافیت

7. عبادت کسے کہتے ہیں؟

8. ختم نبوت اور خواتین کی ذمہ داریاں

9. اولاد کی تربیت

کتاب کی ایک ایک سطر خواتین کی زندگیوں میں انقلاب لانے والی ہے خاص طور پر یہ کتاب خواتین اسلام کے عقائد کی اصلاح، معاشرتی ذمہ داریاں، سماجی رویے اور اہل باطل کی دین دشمن سازشوں کے چنگل سے نکال کر صحیح دینی و دنیاوی کامیابیوں سے ہم کنار کرانا ہے۔

مواعظ متکلم اسلام کی ورق گردانی کرتے ہوئے قاری اس نتیجے پر جا پہنچتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت، سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و مقصد بعثت، رسالت و ختم رسالت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر نبوت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جاٹاری، ائمہ متبوعین خصوصاً سید الفقہاء والمحدثین امام اعظم ابو حنیفہ کی دینی خدمات اور علمائے اہل السنۃ والجماعت کی مساعی جلیلہ انکڑائیاں لیتی محسوس ہوتی ہیں۔ کتاب میں اولیاء اللہ کے واقعات کے ساتھ ساتھ امت مرحومہ کی برگزیدہ خواتین کا تذکرہ بھی بکثرت ملتا ہے تاکہ ان کی زندگیوں کو سامنے رکھ کر اپنے آپ اور اپنے نظام زندگی کو اسلامی طرز پر ڈھالا جاسکے۔ خواتین کے پیش آمدہ مسائل کا حل بھی کتاب میں ملتا ہے۔

کتاب منگوانے کا پتہ: دارالایمان فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

مکتبہ اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

03214602218:03216353540



مرکز اہل السنّت والجماعت

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن

ایک ادارہ، ایک تحریک

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوة (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین و سالکین)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلہ حق (سہ ماہی) - فقیہ (ماہنامہ) - بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت

(فکری و نظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com

(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ ذکوۃ، فشر، صدقات کی مد میں تعاون فرمائیں

محمد الیاس

اکاؤنٹ نمبر

1401-03600000900

میزان بینک سرگودھا

خط و کتابت مرکز اہل السنّت والجماعت، 87، جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487